ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۸ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری | ۳

Calcutta Wednesday Aug... 1913

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۸ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta Wednesday, August 20, 1913.

فہرس

مالا بد منہ ۱

شذرات

یورپ کیوں خاموش ہے ۲

سجیۃ ولا کسبیۃ ۳

نساء قوامات علی الرجال ۳

ہفتۂ جنگ ۴

مقالۂ افتتاحیہ

وقت است کہ وقت بر سر آید ۵

مقالات

میں کون ہوں ۹

مذاکرہ علمیہ

علم ہئیت کا ایک صفحہ ۱۲

باب المراسلۃ المناظرہ

حظ و کرب یا لذت و الم ۱۳

شئون داخلیہ

مشہد کانپور (روئیت و روایت) ۱۶

تاریخ حسیات اسلامیہ

زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ [۱۰] ۲۰

تصاویر

خواتین قسطنطنیہ ۳

آنریبل مسٹر مظہر الحق صفحہ خاص

مالا بد منہ

(۱) سرمایہ مسجد کانپور کے متعلق مسلمانان لکھنؤ کا ایک عظیم الشان جلسہ ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو دوپہر کے بعد رفاہ عام کی عمارت میں منعقد ہونے والا تھا - جلسہ کی اطلاع ایک ہفتہ قبل کثیر التعداد اشتہارات کے ذریعہ سے دی جاچکی تھی' حکام ضلع نے وسیع پیمانے پر تمسخر انگیز احتیاطیں کی تھیں' مسلح پولیس پا برکاب رکھی گئی تھی' کارتوسوں کی کافی سے زائد مقدار تقسیم کردی گئی تھی' رفاہ عام کی تمام سڑکوں پر فوج کی حیرت انگیز جمعیت نگرانی کر رہی تھی' قصبات و دیہات سے صدہا مسلمان جوق در جوق آرہے تھے' دو بج چکے تھے' جلسہ برسر آغاز تھا کہ سٹی مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس' سپاہیوں کی ایک فوج لیے ہوئے' جس میں مسلح سپاہی بھی شامل تھے' موقع پر نمودار ہوئے' اور لفٹننٹ گورنر کے خاص اختیار کی بناء پر جلسہ کو روکدیا - ہزارہا مسلمان سخت مایوسی کے عالم میں اپنے اپنے گھر واپس گئے - اس تشدد سے شہر میں سخت اضطراب پھیلا ہوا ہے -

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ میں دہلی سے لکھنؤ آیا کہ جلسے میں تقریر کروں اور ایک فریضۂ ملی ادا کروں' مگر شہر میں یہ عام خیال ہے کہ میرا آنا حکام کو خاص طور سے ناگوار ہوا -

(۲) اعانۂ مظلومان کانپور کی رفتار بالکل ہی رکی ہوی ہے' ضرورت تو یہ تھی کہ غیر تمند مسلمان فوق العادہ جوش و خروش سے اس مقدس سرمایہ میں حصہ لیتے اور اس کی فراہمی میں قرون اولی کی اس نظیر کو تازہ کرتے جب استمداد کی ایک آواز بلند ہونے پر ہر ایک مخلص مسلمان اپنے تمام سرمایہ کو اسلام پر سے نثار کر دیتا تھا' لیکن افسوس ہے کہ بے حسی کچھہ ایسی چھا گئی ہے کہ ادھر توجہ تک نہیں' کیا میں باور کرلوں کہ اسلام اپنے فرزندوں کی حمایت کے لیے استغاثہ کر رہا ہو اور مسلمان اس کی آواز سنیں' اس کی حالت دیکھیں' اور اس کے نتایج سے متاثر ہوے پر بھی "لہم قلوب لایفقہون بہا' ولہم اعین لایبصرون بہا' ولہم اذان لایسمعون بہا' اولئک کالانعام بل ہم اضل" کی تصویر بنے رہیں گے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

شذرات

یورپ کیوں خاموش ھے ؟

ادرنہ فتح ہوگیا ، وزراے انگلستان کی آرزوئیں خون ہوگئیں ، ملک و قوم کو سخت سے سخت داغ اٹھانے پڑے ، یہ سب کچھ ہوا مگر یورپ خاموش ہی رہا ، اس کا راز اب تک ظاہر نہیں ہوا تھا ، لیکن تازہ ولایتی ڈاک کے اخباروں نے یہ حقیقت منکشف کردی -

لندن ٹائمز ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کی اشاعت میں لکھتا ہے :

ترکی نے وہ حرکت کی جس کے متعلق اسکے تمام بہترین احباب کو ، نہایت سرگرمی کے ساتھہ امید تھی کہ وہ نہ کریگی ، یعنی وہ خط اینوس مہ‌ڈیا کو عبور کر گئی ہے ، وزیر مستعمرات (سکریٹری آف اسٹیٹس) کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے بلغاری نائب سفیر (Charge d' Affairas) چہار شنبہ کو دفتر خارجیہ میں آیا - اسکے بیان کی تائید موقع سے بھی ہوئی ، اب اس بات میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے لولی برغاس پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے اور قرق کلیسا و نیز ادرنہ کی طرف بڑھ رہے ہیں

ایم مدکوف نے سر ایڈورڈ گرے کے سامنے ان کی کاروائی کے خلاف اس بناوپر اعتراض کیا ہے کہ یہ کاروائی اس عہد نامہ کا نقض ہے جو ترکوں اور حلفاء بلقان میں ہوا ہے اور جسکو یورپ کی منظوری حاصل ہوچکی ہے -

بے شبہ اس کارروائی سے اس عہد نامہ کو صدمہ پہنچتا ہے مگر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا شعلہاے جنگ کو خود ہی دوبارہ مشتعل کرنے کے بعد دول عظمی کے شرائط کو صحیح و سالم خیال کرنے کا کوئی قانونی یا اخلاقی حق بلغاریا کو ہے ؟

اس کو محسوس کرنا چاہیے کہ اس نے اپنی ستم آزمائی اور سنگدلی کے ہاتھوں (جسکی وجہ سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس نے جنگ کی رہنمائی کی) اس ہمدردی اور تحسین و آفریں کو ایک بڑی مقدار میں ضائع کر دیا جو اسکو یورپ میں اپنی آزادی کے زمانہ سے لیکے ترکوں سے جنگ کے وقت تک حاصل تھی - اس نے دیدہ و دانستہ دول کے مشورے سننے سے انکارکیا ! اس لیے اب وہ یورپ سے امید نہیں رکھسکتی کہ وہ اسکی غلط کاریوں اور حماقتوں کے خمیازوں سے اسکو بچا لیگا -

حلفاء بلقان میں خانہ جنگی واقع ہونے سے ترکوں میں ایک شدید ترغیب پیدا ہوگئی ، اور ایسا ہونا یقینی امر تھا - اسکے روکنے کے لیے عقل اور طاقت کی ضرورت تھی ، مگر قسطنطنیہ کی موجودہ حکومت نہ قوی ہے اور نہ اس نے دانشمندی کے تمام آثار و علائم دکھلائے ہیں -

ترکوں نے جو کارروائی کی ہے اس پر ہم متعجب نہیں ہو سکتے - کیونکہ ان کو عوام کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت تھی ، گذشتہ چند ماہ کی ذلتوں اور نقصانوں کے بعد فوجی فتح و سربلندی کے برابر کوئی شي ہردل عزیز نہیں ہو سکتی ، لیکن ان کی یہ حرکت گو غیر متوقع تو نہیں مگر عاجلانہ اور خطرناک ضرور ہے - ادرنہ پر دوبارہ قبضہ کرلینے سے انہوں نے اس قانونی حیثیت کو ذبح کردیا ہے جو انکو عہد نامہ کی رو سے حاصل تھی - وہ یورپ میں اپنی بقیہ سلطنت ہی کو ایسے وقت میں بیشمار خطروں میں ڈال رہے ہیں جب کہ انکا اقتدار بہت سے اطراف و اکناف میں سخت متزلزل ہو رہا ہے - ایک فوری امن مشرق قریب کی تمام سلطنتوں کے لیے درکار ہے مگر ترکی سے زیادہ کسی کے لیے ناگزیر نہیں -

فتح اس لیے بہت تھوڑے فوائد لا سکتی ہے مگر " پیچیدگیاں " جن کے لیے اس نے اپنے واسطے سے پر زور کا اب دروازہ کھول دیا ہے نہایت آسانی سے اسکے روبرو برباد یوں کا سیلاب لا سکتی ہیں -

افسوس جو کچھہ ہورہا ہے اس سے سر ایڈورڈ گرے کی دانشمند روش کی تائید ہوتی ہے ، موجودہ حالات میں نقطۂ مداخلت دائرۂ بحث سے خارج ہے -

جغرافی اسباب " اتحاد " کی مہیب مجموعی مداخلت کو ناممکن قرار دیتے ہیں ، سیاسی خیالات بھی یورپ کے حکم کی حیثیت سے دول میں سے کسی کی مداخلت کو نا قابل عمل قرار دیتے ہوے معلوم ہوتے ہین -

یورپ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ مل کے کام کرنے کا سلسلہ جاری رہے - یہ جنگ افسوسناک ضرور ہے لیکن گو افسوسناک سہی مگر اتنی خوفناک نہین جتنی کہ دول عظمی کی باہمی جنگ ہوگی - " اتحاد " کا پہلا کام اپنی حفاظت ہے - ممکن ہے کہ اس مقولہ میں کسی کو خود کامی کا شائبہ محسوس ہو مگر اس قسم کے احساس کا تموج صرف ان لوگوں کے کانوں سے متصادم ہوگا جو ابتدائی واقعات کو سامنے دیکھنے سے انکار کرتے ہیں " گویا ٹائمز اس وقت ترکوں کو دانشمند کہتا جب وہ سلطنت سے دست بردار ہوجاتے ، اور عین عقلمندی تو یہ تھی کہ یورپ کی رعایا ہوکر رہتے -

سجیۃ ولا کسجیۃ

ترک پہلے کسی زمانے میں منصور تھے ، ماموں تھے ، مگر اب تو فقط سفاح رہ گئے ہیں ، اور یہ سفا کی انہیں اسلام سے وراثت میں ملی ہے ، یہ وہ الفاظ تھے جن کا اعادہ معرکۂ بلقان کے دنوں میں بار بار ہوتا تھا ، لیکن حقیقت دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتی ، وہی زبانیں جو بلقانیوں کی ستایش اور عثمانیوں کی نکوہش کے لیے کل تک وقف تھیں آج ان کا لہجہ بالکل ہی بدل گیا ہے - ارن لوکر اینڈ تھورن لکھتا ہے :

حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بھیس میں مقدونیہ میں داخل ہوے مگر وہ آج تمام ملک کو اس جنگ سے زیادہ سنگ دل جنگ میں ڈالنے کی طرف مائل ہیں جو عثمانی فتح کے وقت سے کبھی کبھی معلوم ہوتی رہی ہے -

اسپکٹیٹر کے الفاظ ہیں :

دول عظمی نے البانیا کو علحدہ کرکے نا اتفاقی کا سبب پیدا کیا ہے اور اس بحث کے تصفیے کی ذمہ داری دول پر عائد ہوتی ہے - ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ اس نتیجہ سے بچنا کیونکر ممکن ہے ؟ البانیا کے حدود کھینچکر دول اپنا فرض ختم نہیں کر سکتے - ان کو تمام ریاستہاے بلقان کی حد بندی کرنا چاہئے -

مینچسٹر گوریر کی راے ہے :

وقت کی گردش کے پاس انکشاف کے لیے عجیب و غریب واقعات رہتے ہیں -

موجودہ زمانے کے لیے یہ بہت دور کی آواز ہوگی جب کہ گلیڈسٹون ترکوں کے لیے ہوے " بلغاری مظالم " کے خلاف اپنی فصاحت کی معرکہ آرائیوں سے سیاسی سرمایہ کا انبار جمع کر رہا تھا ، آج بھی " بلغاری مظالم " ہیں مگر انگریزی ارباب صحافت (جرنلسٹس) یونانی فوج کے ساتھہ مل کے بلغاریوں کے اعمال سفا کی

اور غارتگری کو بر بریت میں ان سفاکیوں اور غارتگریوں کے برابر بیان کر رہے ہیں جو ترکوں سے منسوب کیجاتی ہیں -

ایک شکست خوردہ پیچھے ہٹنے والی فوج کا مزاج خطرناک ہوتا ہے ' وہ قابو سے باہر ہو جاتی ہے ' لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نگرتا جو بلغاری مظالم کی حیثیت سے خاص طور پر علحدہ کر دیا گیا ہے ' زیادہ تر ان عورتوں اور مردوں سے آباد ہے جنھوں نے آخر میں بلغاری مقاصد میں حصہ لیا تھا اور جو مذہبی حیثیت سے زیادہ تر عیسائی ہیں - اس سے زیادہ اچانک کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اگر وہ بیانات صحیح ہیں جو قطروں کی طرح اس سر زمین سے ٹپک رہے ہیں تو یہ سب سے زیادہ خوفناک واقعات ہونگے جو کبھی نہیں لکھے گئے -

مینچسٹر گارجین کا بیان ہے :

ترکوں نے چتلجہ سے اپنی پیشقدمی کی جو تشریح بھیجی ہے اسکا موازنہ اب ریاست ہاے بلقان کی حرکتوں سے کیا جاتا ہے ' اس سے ترکوں کی بہت بڑی عزت ظاہر ہوتی ہے ' وہ یہ تجویز نہیں کرتے کہ اس معاہدہ لندن کو چاک کر دیا جاے ' جس پر ابھی ابھی انھوں نے دستخط کیے ہیں ' بلکہ وہ خط اینوس و میڈیا پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جو معاہدہ ان کو دلواتا ہے -

یہ تشریح غالباً اسقدر معصوم نہیں جسقدر کہ معلوم ہوتی ہے ' کیونکہ خط اینوس و میڈیا کی حد بندی ابھی نہیں ہوئی ہے ...

... تاہم وہ اپنے طرز عمل کے جوہر سے علحدہ نہیں ہوے ' کیا اچھا ہوتا اگر عیسائی سلطنتیں بھی ایسا ہی برتاؤ کیے ہوتیں "

سوال یہ ہے کہ اگر اب بھی یورپ کے تمدن کو ترکوں کے توحش کی شکایت ہے تو کیا اس عالم آشوب مدنیت کو (لسان الغیب) کے اس بیان حال سے مناسبت ہو سکتی ہے جسکا ماحصل یہ تھا کہ :

من ارچہ عاشقم و رندو مست و نامہ سیاہ
ہزار شکر کہ یاران شہر بے گنہند

تصحیح

۱۰ - رمضان (۱۳ - اگست) سنہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ع کی اشاعت میں مقالۂ افتتاحیہ (لیڈنگ آرٹیکل - صفحہ ۴ - کالم ۲ سطر ۳۰) میں دس پندرہ ہزار کے الفاظ غلط چھپ گئے ہیں ' دس پندرہ سو پڑھنا چاہیے '

نســاء قوامات علی الرجــال

دنیا میں کیا کیا کچھ ہو رہا ہے ' مرد کس انہماک میں ہیں ' عورتیں کیا کر رہی ہیں ' قاہرہ کی فتاۃ النیل مردوں میں کیسے جذبات حریت بڑھا رہی ہے ' صعید کی سارہ بدریہ نے ادبیات عرب میں کیا انقلاب پیدا کر رکھا ہے ' قسطنطنیہ کی خاتونیں کس انہماک کے ساتھ مردوں کی حالت درست کرنے میں منہمک ہیں ' مگر ایک ہمارا ملک ہے کہ یہاں عورتیں تو عورتیں مرد بھی اپنے فرائض سے بے خبر ہیں ' خواتین ترک کی ایک بہت بڑی شاندار مجلس قائم ہوئی ہے جو مرکزی انجمن کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کی شاخیں ملک کے مختلف مقامات میں قائم ہیں ' مجلس اپنے خزانے سے ' جس کا مدار صرف عورتوں کے اعانات پر ہے ' لڑکیوں کو تعلیمی وظائف دیتی ہے ' ان کو تعلیم دلاتی ہے ' تربیت کا انتظام کرتی ہے ' خانہ داری (تدبیر منزل) سکھاتی ہے ' مذہب اور قومیت کا جوش بڑھاتی ہے ' موزوں و مناسب حال صنعتوں کی مشق کراتی ہے ' یتیم ' بیمار ' ضعیف ' نادار ' بے استطاعت بے کار عورتوں کے معاش و کفاف کا سامان بہم پہونچاتی ہے ' اور ان تمام فرائض کو خاص نگرانی کے ساتھ حتی الوسع

هـذي المكارم لا غنم و ادلال '

قسطنطنیہ کی چار ہزار مسلمان عورتیں ترکی یونیورسٹی میں ایک علمی لکچر سن رہی ہیں

آداب اسلام کے مطابق انجام دلاتی ہے ' چار ہزار سے زائد مسلمان لڑکیاں اسکول کا نصاب ختم کرکے اس وقت ترکی یونیورسٹی (دار الفنون) کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور طرز تعلیم سے اس حقیقت کو ساری دنیا سے منوا نے پر آمادہ ہیں کہ :

ولو کان النساء کمن ذکرنا | لفضلت النساء علی الرجال
(ہر جگہ اگر ایسی ہی | تو مردوں پر یقیناً عورتوں
عورتیں ہونے لگیں | کی فضیلت مسلم
ہو جائیگی)

ہندوستان کی پردگیان عصمت کو اگر ان واقعات سے عبرت پزیر ہونے کا عملی موقع خاطر خواہ حاصل نہیں ہے تو کاش مردوں ہی کو غیرت آتی اور ان حوادث سے کچھہ سبق لیتے ' لیکن ایسی قوم سے کیا امید ہو سکتی ہے جسے تازیانۂ حوادث کی زبانیں سورۃ القارعہ سنا رہی ہوں مگر وہاں

" کچھہ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے "

کا عالم پیش نظر ہو ' جب یہی بے حسی ہے تو آرزوے ترقی کیوں ؟ اور ملال تنزل کس لیے ؟

دع المكارم لاترحل لبغيتها واقعد فانك انت الطاعم الكاسي
(بزرگي و شرف حاصل کرنے کا خیال چھوڑ دو، تم اس کے قابل نہیں ہو جاؤ بیٹھو، تم صرف کھانے پینے کے مرد میدان ہو)

ہفتۂ جنگ

سلنجي، بلغراد اور بخارست کي طرح صوفیا میں بھي صلح پر اظہار مسرت کیا گیا اور کیوں نہ ہوتا کہ ملک مفتوح ہوتے ہوتے بچا، فردنیند شاہ بلغاریا صلوۃ الشکر پڑھنے کلیسا گیا، مشہور ترانہ سپاس ٹي ڈیم (Te Deum) نہایت خشوع و خضوع و امتنان کے ساتھہ گایا گیا کہ خداوند نے اپنے فرزند کي بھیڑوں کو فنا کے بھیڑیے سے بچا لیا - مگر جس بات پر اتني خوشي منائي گئي ہے اسکا انجام کیا بخیر ہوگا ؟ اسکا فیصلہ مستقبل کے ہاتھہ ہے - لیکن بلغاري رکیل ایم - ٹرن چیل کو تو رومانیا اور بلغاریا میں ایک نئي جنگ کے سامان نظر آرہے ہیں -

شاید شجاعت ادبي کے یہ معني ہیں کہ گو واقعات بہ بانگ دہل شکست کا اعلان کریں، مگر اپني زبان، اعتراف سے آلودہ ہونے کے بدلے ہمیشہ عذر آمیز اور فریب کار تعبیریں تراشتي رہے - بلغاریا کے افسروں نے دشمن کے آگے ہتھیار ڈال دیے، سپاہیوں نے لڑنے سے انکار کیا، شاہ نے صلح کي التجا کي، ملکہ نے " کارمین سلوا " سے رحم کي درخواست کي، باایں ہمہ شاہ فردنیند کے نزدیک یہ شکست نہیں بلکہ انتہائي ماندگي ہے، قومي صلح نامے میں ارشاد ہوتا ہے -

" ہم تھک کے چور ہوگئے ہیں، مفتوح نہیں ہوے ! " معلوم نہیں شکست کسے کہتے ہیں ؟

اسي حکمنامے میں بلقان کي دوسري ریاستوں پر تو علانیہ " غداري " کا الزام لگایا جا رہا ہے لیکن رومانیا کے متعلق زبان حلم خاموش ہے - شاہ رومانیا نے بلغاریا کي صلح جویانہ روش پر شاہ فردیننڈ کو تحسین و آفرین کا جو تار بھیجا تھا، اسکے جواب میں تو فردیننڈ نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس خونریز جنگ یا بلغاریا کي کشمکش حیات و ممات کا خاتمہ رومانیا هي کي قابل قدر مساعی کا نتیجہ ہے - مگر فوج جسکو بلا واسطہ ان تمام مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے رومانیا سے سخت خار کھا رہي ہے، وہ کہتي ہے کہ " اس عجز و درماندگي تک ہمیں رومانیا هي نے پہنچایا - "

فوجیں اپنے اپنے مقامات پر واپس جا رہي ہیں، صوفیا کي فوج ۱۶ کو صوفیا پہنچگئي، شاہ فردیننڈ بنفس نفیس سب کے آگے آگے چلے مگر اس شان سے کہ جواہر نگار تاج کے بدلے پتوں کا ہار زیب سر تھا - کہ وحشت و ہمجیت اور درندگي کي طرح یہ بھي ایک دیرینہ آبائي رسم ہے، پس جب وہ رسمیں نہیں ترک کي گئیں تو یہ کیوں ترک کي جاے ؟

بیان کیا جاتا ہے کہ زندہ قوموں کي طرح مصائب نے بلغاریوں کے جذبات کو پامال نہیں کیا، وہ نہایت سختي کے ساتھہ ان مصائب کے خلاف برانگیختہ ہو رہے ہیں - آنے کو تو فوج شرمناک شکست و ہزیمت کي وجہ سے خاک بر سر آئي ہے مگر باایں ہمہ اہل وطن نے پوري وطن پرستانہ گرمجوشي کے ساتھہ پھولوں کي بارش اور تالیوں کے خروش سے اس کا استقبال کیا -

بلغاریوں کي سبعیت و درندگي نے غیر بلغاري بلقانیوں کے دلوں میں اسقدر نفرت و عداوت اور ہیبت و دہشت پیدا کردي ہے کہ اب انکے نزدیک بلغاریوں کي محکومي سے سخت تر کوئي عذاب هي نہیں، صلح نامہ بخارست کي رو سے جو جو مقامات بلغاري حکومت کے تحت تصرف آنے والے ہیں وہاں کے تمام غیر بلغاري اپنے ہاتھہ سے، اپنے مکانات تو ایک طرف رہے، اپنے معابد و مساجد تک میں آگ لگا لگا کے بھاگ رہے ہیں، بے کس مسلمانوں کا تو ذکر هي کیا ؟ البتہ یونانیوں کي مدد کے لیے انکي حکومت کمربستہ ہے - مگر مہاجرین کي کثرت کا یہ عالم ہے کہ مخصوص انتظام کے باوجود بھي حکومت کافي مدد پہنچانے سے عاجز ہے -

اس سلسلہ میں یہ خبر بھي قابل ذکر ہے کہ ادرنہ کے مسلمانوں یہودیوں، ارمنیوں اور یونانیوں نے مل کر ایک وفد انگلستان اس غرض سے بھیجا ہے کہ ان کو ہلال کے سایے سے نکال کے ان بلغاري بھوکے بھیڑیوں کے رحم پر نہ چھوڑ دیا جاے بلکہ ہلال هي کے زیر سایہ رہنے دیا جاے - وفد کا بیان ہے کہ وہ وزارت خارجیہ کے سامنے کاغذات اور عکسي تصاویر کے ذریعہ سے ان انسانیت سوز مظالم کا نقشہ کھینچیگا جو بلغاریوں نے کیے ہیں -

مگر سوال یہ ہے کہ کیا انگلستان کو انکا علم نہیں ؟ کیا اس نے یوروپین نامہ نگاروں کي چٹھیاں نہیں پڑھیں ؟ کیا اس نے وہ پمفلٹ نہیں پڑھے جو عثماني کمیٹي نے شائع کیے ہیں ؟ پھر کیا وہ رپورٹ بھي نہیں پڑھي جو برطانی قونصل نے بھیجي تھي اور جسکي اشاعت کي دھمکي دے کر بلغاریوں سے صلحنامہ پر دستخط کرائے گئے تھے ؟ پس اگر ان جگر سوز اور دلگداز تحریروں سے اسکا دل نہ پسیجا تو کیا اب چند عکسي تصاویر اور کاغذات سے یہ پتھر موم ہوجائیگا ؟ کیا گلیڈسٹون کے " اُصول زریں " کا نقض انگلستان کو گوارا ہوگا ؟ کیا انگلستان یہ دیکھیگا کہ ادرنہ پر علم صلیب کے بلند ہونے کے بعد ہلال کا پرچم لہرائے - ؟ ...... امید خواہ کتني هي خوش گوار خواب دیکھے مگر گذشتہ تجربہ کي راے نہایت تلخ ہے -

مسئلۂ البانیہ

البانیہ اور جزائر ایجین کي قسمت کا کیا فیصلہ ہوا ؟ اس پر سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں ایک حد تک روشني ڈالي، انھوں نے بتاکید کہا کہ " سفراء کي مؤتمر البانیہ اور جزائر ایجین کے متعلق جو اُسکے اجتماع کا مقصد اصلي تھي ایک اتفاق تک پہنچگئي ہے، ایک بین الاقوامي مجلس ترتیب دیجائیگي، جو البانیہ کے لیے ایک ایسي خود مختاري قائم کریگي جو دول کے انتخاب کردہ شہزادے کے ماتحت ہوگي " - انہوں نے بتایا کہ " بحري نقطہ نظر سے برطانیہ کو جزائر ایجین سے خاص طور پر دلچسپي تھي - ہماري پوزیشن یہ ہے کہ انمیں سے کوئي جزیرہ بھي کسي بڑي سلطنت کے پاس نہ جانے، اسمیں ذرا شک نہیں کہ ترکي جب عہد نامہ کا اپنا حصہ پورا کرچکیگي تو اٹالیا فوراً جزائر مقبوضہ خالي کردیگي "

اس سلسلہ میں انہوں نے ایڈریانوپل، سخن تھریس کے دوبارہ قبضہ ترکي کي طرف بھي اشارہ کیا، انھوں یہ تسلیم کیا کہ " بلقان کي تمام ریاستوں نے صلحناموں اور عہد ناموں کے ساتھہ بے پروائي کي، اور اس لیے اگر مجرم ہیں تو ترکي اور ریاستہاے بلقان دونوں، بلکہ موخرالذکر زیادہ، کہ ابتداء انہیں نے کي " والبادي اظلم ' مگر تاہم انذار و تہدید کے لیے آپ نے صرف ترکي کو انتخاب کیا اور فرمایا کہ " اگر ترکي نے دول کے نصائح کو منظور نہ کیا تو مالي مشکلات یا دول میں سے کسي کي طرف سے مسلح مداخلت، غرض کسي نہ کسي طرح مصائب و آفات کا سامنا کرنا پڑیگا " -

تمثال دفاع ملی و محاماۃ شرف

حریت و راست بازی کا ایک سچا فرزند :

مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ - لا

(دانا پور)

جو مشہد کانپور کے مقدمات میں اسلام کی طرف سے مسلمان گرفتاران بلا کی وکالت کر رہے ہیں

الهلال

١٧ رمضان ١٣٣١ هجری

وقت است کہ وقت بر سر آید

(١)

کشف ساق نے قرآن کا مدعا کیا ہے ؟

جس وقت کا کھٹکا تھا وہ وقت آگیا آخر ' قدرت کاملہ نے اسلام پر کفر کے غالب ہونے کے جو علامات بتائے تھے ' ایک ایک کرکے سب پورے ہورہے ہیں ' ارباب اقتدار ہم سے مداہنت کے خواہشمند ہیں اور ہم اُن کی غرض پوری کرتے ہیں ' وہ قسمیں کھاتے ہیں ' حلف اٹھاتے ہیں ' قانون بناتے ہیں ' مذہبی احترام کا پیغام سناتے ہیں کہ عبادت گاہیں قائم رہینگی ' عبادتیں قائم رہینگی ' شعائر اللہ قائم رہینگے ' مگر کوئی ایک چیز بھی قائم نہیں رہنے پاتی ' قول و قرار کرتے ہیں ' ہر بار اُس کا اعادہ کرتے ہیں ' اور ہر موقع پر اُس کو یاد دلاتے ہیں ' ہم جانتے ہیں کہ یہ وعدے وفا ہونے والے نہیں ' یہ عہد توڑنے کے لیے باندھے گئے ہیں ' یہ قانون فسخ و ترمیم کے لیے بنا ہے ' یہ اعلان اخفاے حقیقت کے لیے ہوا ہے ' اس اقرار سے ضرورت کے وقت انکار کی ادائیں بھی نکل سکتی ہیں ' سب کچھ ہے ' مگر اس پر بھی ہم اُن پر اعتماد کرتے ہیں ' اُن کی بات مانتے ہیں ' اُن کا حکم مانتے ہیں ' اُن کی اطاعت کرتے ہیں ' اور اُن کی خاطر سے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کردیتے ہیں کہ واقعات و حوادث کی جو لوگ صریح تکذیب کرتے ہوں ' منع خیر پر آمادہ ہوں ' تعدی و تطاول میں حد سے بڑھ گئے ہوں ' احکام اسلام کو پرانے ڈھکوسلے سمجھ رہے ہوں ' چاہتے ہوں کہ تمام دنیا پر انہیں کا تسلط بیٹھ جائے ' سارا زمانہ انہیں کا حلقہ بگوش رہے ' اور تسلط و اقتدار کے دائرے سے کوئی غریب مسکین آدمی بھی مستثنی نہ رہنے پائے ' ایسے لوگوں کی اطاعت ممنوع ہے ' اور اگر ہم خود اس حکم کی اطاعت کرینگے ' تو ہمارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو ان سرکشوں کا ہوگا -

خطرات فراہم ہو رہے ہیں ' دل بندھ رہا ہے ' گھٹائیں چھا رہی ہیں ' مطلع مکدر ہے ' کڑک اور کوندے کی پیشگوئی سننے والے کان بہرے ہوگئے ہیں ' طوفان احساس کو روکنے کے لیے آگ اور تلوار سے بند باندھے جارہے ہیں ' جذبات کا اظہار معصیت ہے ' جرم ہے ' گناہ ہے ' اکبر الکبائر ہے ' وہ پاک ہستیاں محل نقد میں کیوں کر آسکتی ہیں جن کے رنگ و روغن خون میں نہا نہا کے نکھرے ہیں ' وہ جو کہیں حق ہے ' جو کریں عدل ہے ' من حيث

خرجت فرق رجہک شطرهم ولا تکن اول کافربهم -

آنے والی خطرناک گھڑی کی ساقیں کھل چکی ہیں ' بصارتیں جھک گئی ہیں ' اب چہروں پر ذلت کا چھا رہنا باقی ہے ' " سن لیجیو کہ وہ بھی مساوات ہوگئی " یہ کوئی فرض وحدس یا ظن و تخمین کی باتیں نہیں ہیں ' ان کی پیش خبری خود کلام

الہی میں موجود ہے ' سورۂ قلم میں ہے :

فستبصر و یبصرون ' بایکم المفتون ؟ ان ربك اعلم بمن ضل عن سبیله و هو اعلم بالمهتدین -

عن قریب تم بھی دیکھ لوگے اور یہ کفار بھی دیکھ لینگے کہ تم دونوں فریقوں میں کون سا فریق مخبوط ہے ؟ بے شک تمہارا پروردگار ہی اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے بھٹکے ہوے ہیں ' اور وہی اُن لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں -

فلا تطع المکذبین ' ودوا لو تدهن فیدهنون ' ولا تطع کل حلاف مهین ' هماز مشاء بنمیم ' مناع للخیر معتد اثیم ' عتل بعد ذلك زنیم ' ان کان ذا مال و بنین ' اذا تتلی علیه ایاتنا قال : اساطیر الاولین ' سنسمه علی الخرطوم

تم جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرنا ' نہ اُن کے کہے میں آجانا ' وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم مداہنت کرو اور ڈھیل دو تو وہ بھی ملائم پڑجائیں ' خبردار ! تم کسی ایسے کی اطاعت نہ کرنا ' اور نہ اُس کی بات ماننا ' جو بہت ساری قسمیں کھاتا ہے ' آبرو باختہ ہے ' لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے ' چغلیاں لگاتا پھرتا ہے ' اچھے کاموں سے لوگوں کو روکتا ہے ' حد سے بڑھ گیا ہے ' بدکار ہے ' اکھڑ ہے ' اور ان عیوب کے علاوہ بد اصل بھی ہے ' اس بنا پر کہ وہ مال و اولاد والا ہے ' جب ہماری آیتیں اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ " یہ تو اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں " اچھا ! دیکھو تو ! ہم عن قریب اُس کے ناکڑے پر داغ لگائینگے -

انا بلوناهم کما بلونا اصحاب الجنة اذ اقسموا : لیصرمنها مصبحین ' ولا یستثنون ' فطاف علیها طائف من ربك وهم نائمون ' فاصبحت کالصریم '

جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کو آزمایا تھا اُسی طرح ہم نے ان کافروں کی بھی آزمایش کی ہے ' اُن باغ والوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ " صبح ہوتے ہی ہم اُس کے میوے ضرور توڑینگے ' اور اس میں کوئی استثنا بھی نہ ہونے پائیگا " وہ سوتے کے سوتے ہی رہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے باغ پر ایک ایسی بلا چھا گئی کہ صبح ہوتے ہوتے وہ بالکل ہی خالی رہ گیا ' جیسے کوئی سارے میوے توڑ لے گیا ہو '

فتنادوا مصبحین ' ان اغدوا علی حرثکم ان کنتم صارمین ' فانطلقوا وهم یتخافتون ' ان : لایدخلنها الیوم علیکم مسکین '

سویرے جب وہ لوگ اٹھے تو ایک دوسرے کو آواز دی کہ " تم کو میوے توڑنے ہیں تو اندھیرا تڑکے سے باغ میں جا پہونچو " لوگ اٹھے اور چل کھڑے ہولیے ' آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ " دیکھنا ! آج کوئی غریب آدمی باغ کے اندر تمہارے پاس نہ آنے پائے "

وغدوا علی حرد قادرین ' فلما رأوها قالوا : انا لضالون ' بل نحن محرومون ' قال اوسطهم : الم اقل لکم لولا تسبحون ؟ قالوا سبحان ربنا انا کنا ظالمین -

غرض یہ سمجھ کر کہ بس اب جاتے ہی سارے میوے توڑ لینگے ساز و سامان سے چلے اور سویرے پہونچ گئے ' باغ کو جب دیکھا کہ اُجڑا پڑا ہے تو کہنے لگے کہ " معلوم ہوتا ہے ہم راستہ بھول گئے ' نہیں راستہ تو یہی ہے ' ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی " آخر اُن میں جو شخص سب سے اچھا تھا اُس نے کہا کہ " میں تم سے کہتا نہ تھا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے ؟ " ناچار سب کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ " ہمارا پروردگار پاک ہے ' ہمیں ظالم تھے "

فاقبل بعضهم علی

یہ سب ہوچکا تو اُن میں ہر ایک

بعض يتلاومون ' قالوا : يا ويلنا انا كنا طاغين ' عسى ربنا ان يبدلنا خيراً منها ' انا الى ربنا راغبون '

شخص دوسرے کے منهه پر ملامت کرنے لگا که " افسوس ! همیں حد سے بڑهه گئے تهے ' شاید همارا پروردگار اس کے بدلے کوئي اس سے اچها باغ هم کو عنایت کرے ' اب هم اپنے پروردگار هی کی طرف رجوع هوتے هیں "

كذلك العذاب ' ولعذاب الآخرة اكبر ' لو كانوا يعلمون '

ظالموں پر ایسا هي عذاب اُترتا هے ' اور انجام کار جو عذاب نازل هونے والا هے ' اگر اُس کي حقیقت جان لیں تو معلوم هوگا که وه اس سے بهي بڑا اور بہت بڑا عذاب هے -

ان للمتقين عند ربهم جنات النعيم

جن لوگوں میں تقوى (اسلامي کیرکٹر) هے ان لوگوں کے لیے بے شک اُن کے پروردگار کے پاس نعمت اور برکت والے باغ هیں -

أفنجعل المسلمين كالمجرمين ؟ ما لكم كيف تحكمون ؟ ام لكم كتاب فيه تدرسون ' ان لكم فيه لما تخيرون ؟ ام لكم ايمان علينا بالغة الى يوم القيامة ان لكم لما تحكمون ؟ سلهم : ايهم بذلك زعيم ؟ ام لهم شركاء ؟ فليأتوا بشركائهم ان كانوا صادقين ؟

کیا هم مسلمانوں کو گناهگاروں کے برابر کردینگے ؟ تم لوگوں کو کیا هوگیا هے ؟ کیسے حکم لگایا کرتے هو ؟ کیا تمهارے پاس کوئي کتاب هے جس میں پڑهتے هو که جو تم پسند کروگے وهي تمهیں ملیگا ؟ یا تم نے هم سے قسمیں لے رکهي هیں جو روز قیامت تک چلي جائینگي که تم جس چیز کي فرمایش کروگے وهي تمهارے لیے موجود کردي جائیگي ' ان لوگوں سے پوچهو که ان میں کون اس کا ذمه دار هے ؟ کیا ان لوگوں کے اور بهي شرکاے خدا هیں ؟ اگر هیں اور یه اپنے دعوے میں سچے هیں تو لائیں حاضر کریں ؟

يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود فلا يستطيعون ' خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ' وقد كانوا يدعون الى السجود وهم سالمون

وه دن آنے والا هے جب که ساق کهلیگي اور ان لوگوں کو سرفگندگي کي دعوت دي جائیگي ' مگر اُس وقت ان میں اتني قدرت و استطاعت کہاں ؟ اُن کي آنکهیں جهکي هونگي ' صورتوں پر ذلت چهارهي هوگي ' یه وهي لوگ هیں که پہلے جب انهیں سرجهکانے کو کہا جاتا تها تو اُس وقت یه اچهے خاصے صحیح و سالم تهے -

فذرني ومن يكذب بهذا الحديث ' سنستدرجهم من حيث لا يعلمون ' واملي لهم ' ان كيدي متين '

هم کو اور ان لوگوں کو جو اس کلام کو جهٹلاتے هیں ' اپنے اپنے حال پر رهنے دو ' هم اسطرح پر که انهیں خبر بهي نهو آهسته آهسته ان کو گهسیٹتے اور ڈهیل دیتے چلے جارهے هیں ' بے شک هماري تدبیر نهایت پخته و مستحکم هے -

ام تسألهم اجراً فهم من مغرم مثقلون ؟ ام عندهم الغيب فهم يكتبون ؟ فاصبر لحكم ربك ' ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادى وهو مكظوم ' لولا ان تداركه نعمة من ربه لنبذ بالعراء وهو مذموم فاجتباه ربه فجعله من الصالحين (٦٨ : ٢ — ٢٧)

یه بات کیا هے ؟ یه اس قدر سرگراں کیوں هیں ؟ کیا تم ان سے کسي بات کي اُجرت مانگتے هو که اُس کے تاوان سے یه دبے جارهے هیں ؟ یا ان کے پاس غیب کي خبریں آتي هیں اور یه اُنکو لکهه لیا کرتے هیں ؟ بهرحال تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں ثابت قدم بنے بیٹهے رهو اور اُس مچهلي والے کي طرح نه هوجاؤ جس نے مغموم هوکر خدا کو آواز دي تهي ' پروردگار عالم کا فضل و کرم اگر اُس کي دستگیري نه کیے هوتا تو بڑے برے حالوں فضاے زمین پر پهینکا هوا پڑا رهتا ' لیکن پروردگار کو بنده نوازي منظور تهي ' اُس نے نوازش کي اور پهر اپنے صالح بندوں میں (جو نیک و بهتر زندگي بسر کرنے کي صلاحیت رکهتے هیں) اُس کو شامل کرلیا -

(مطالب)

کشف ساق (پنڈلي کهولنے) کي تشریحي کیفیت کیا هے ؟ روایتوں میں هے :

(۱) قیامت کے دن مخلوقات کے روبرو خدا ممثل هوگا ' مسلمان سامنے سے گزرینگے ' سوال هوگا : تم کس کي عبادت کرتے هو ؟ کهینگے : خدا کي ' خطاب هوگا : تم خدا کو پهچانتے هو ؟ کهینگے : پهچنوائیگا تو کیوں نه پهچانینگے ' یه سن کر خدا اپني ساق کهول دیگا ' جتنے مسلمان هونگے دیکهتے هي سجدے میں سر جهکا دینگے ' منافقین کا گروه سر جهکانا چاهیگا تو پیٹهه سخت هوجائیگي ' یه فرق امتیازي مسلمانوں کو منافقوں سے متمائز کردیگا (۱)

(۲) قیامت کے دن کفار و مشرکین کے روبرو اُن کے بت لائے جائینگے که دیکهو تم انهیں کو پوجتے تهے ' اب انهیں کے ساتهه جاؤ دوزخ میں جلو ' پهر مسلمانوں کي نوبت آئیگي ' خدا اپني ساق اُن کے لیے کهول دیگا ' سب کے سر جهک جائینگے ' منافقین سجده نه کرسکینگے اس لیے جهنم میں گهر بسائینگے (۲)

(۳) اهل قیامت خدا کے روبرو چالیس برس تک ٹکٹکي باندهے کهڑے رهینگے ' برهنه سر ' برهنه پا ' برهنه جسم ' غرق عرق ' چالیس برس تک اسي عالم میں رهینگے مگر کوئي بات تک نه کریگا آخر میں خدا کي ساق کهل جائیگي اور پیشانیاں وقف سجود هوجائینگي (۳)

(۴) قیامت میں منادي هو گي که هر گروه اپنے اپنے سرگروه کے ساتهه هولے ' بت پرست بتوں کے ساتهه ' باطل پرست اپنے اپنے بے حقیقت پیشواؤں اور دیوتاؤں کے ساتهه هولینگے ' اور سب آگ میں جهونکے جائینگے ' خاصان بارگاه جب باقي رهینگے تو خدا اپني صورت بدل دیگا ' ساق کهل جائیگي ' اور منافقین کے علاوه تمام اهل اسلام سربسجود هو جائینگے (۴)

انهیں روایتوں میں اُس عجیب و غریب پل (صراط) کا تذکره بهي هے جو تلوار سے زیاده تیز اور بال سے زیاده پتلا هوگا ' جهنم کے زبانے سرافشاني کررهے هونگے ' آگ کا دریا لهریں مار رها هوگا یه پل اسي کے وسط میں هوگا جس کو عبور کرنے پر باغ بهشت کي فضا ملیگي ' تاریکي قیامت کي محیط هوگي ' اس عالم میں

(۱) محمد بن بشار قال ثنا سفيان عن سلمة بن كهيل قال ثنا ابو الزعراء عن عبد الله قال يتمثل الله للخلق يوم القيامة الخ :

(۲) يحيى بن طلحة اليربوعي قال ثنا شريك عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن عبد الله بن مسعود قال الخ

(۳) ابو كريب قال ثنا الاعمش عن المنهال بن قيس بن سكن قال حدث عبد الله و هو عند عمر يوم يقوم الناس لرب العالمين قال الخ .....

(۴) موسى بن عبد الرحمن المسروقي قال ثنا جعفر بن عون قال ثنا هشام بن سعد قال ثنا زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة الخ .

وهذه الروايات بعضها رفيه و بعضها من ضعاف الاخبار ' لايدرك منها حقيقة ولا يسمن ولا يغني من جوع ' ولذا اكتفينا على سرد مصادقها حاذفا للفضول و الله يقول الحق وهو يهدي السبيل .

پل پرسے گزرنا پڑیگا ' جو ایماندار هونگے وہ تو انوار الہیہ کی روشنی میں اس مسافت کو طے کرینگے ' مگر اهل کفر کے لیے روشنی کہاں؟ من لم یجعل الله له نوراً فماله من نور ' بے چارے پل پرسے کٹ کٹ کے گرینگے اور دوزخ میں پڑینگے -

اسلام کے علمی زمانے میں ان روایتوں کے اخذ و رد میں کافی بحث هوچکی هے ' لیکن جب روایتیں هی سرے سے مقطوع الاسانید هوں ' متهتم الوضع هوں ' بدیهی البطلان هوں ' صدوق وثقه رواة نه رکھتی هوں ' تو اُن کو روایت سمجھنا اور ان سے استدلال کرنا هی غلط هے ' خوش فهموں کو اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے اگر انهیں روایتوں کا سہارا هے ' تو اهل نظر کو جواب دینا کیا ضرور هے ؟

گر تو خوش باش که ماگوش به احمق نه کنیم

(۲)

کشف ساق کے الفاظ ادبیات عرب میں کس معنے کے لیے استعمال هوتے هیں؟ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے پہلے دو خاص مقدمے ذهن نشین کر لینے چاهئیں :

(۱) هر زمانے ' هر ملک ' هر قوم ' اور هر زبان کے خاص خاص محاورے هوتے هیں ' روحانیت کے ساتھه کمال اتصال کو تورات کے محاورے میں خدا سے لڑنے اور کشتی کرنے سے تعبیر کرتے هیں ' قرآن ترحم و اشفاق کو آسمان کا رونا کہتا هے ' اردو میں انکار کے لیے کانوں پر هات رکھنا مستعمل هے ' حریفوں کو پامال کرنے کے لیے ایران کے قدیم محاورے میں " دشمن دزائی " کا استعمال تھا ' اعتلاء و اقدام کے لیے " بازو بر افراختن " کہتے تھے ' و نحو ذلك ' ان سب میں محاورے کے اطلاق کو دیکھتے تھے ' الفاظ کے اصلی معنی سے بحث نه تھی -

(۲) اسلوب تعبیر کی دو حیثیتیں هیں (الف) حقیقت (ب) مجاز ' محل حقیقت و مجاز میں مختلف مناسبتیں هوا کرتی هیں ' جن سے ایک هی لفظ جو پہلے کسی اور معنے کے لیے مستعمل تھا اب ایک جداگانه معنے میں استعمال هوسکتا هے ' قرآن کریم ایک خاص مقام پر کہه رها هے :

ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم ' ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنی من ذلك ولا اکثر الا هو معهم	جہاں کہیں تین شخص گرم راز و نیاز هوں وهاں اُن کا چوتھا خدا هے ' پانچ هوں تو اُن کا چھٹا شریک خدا هے ' اس سے کم یا زیادہ جس تعداد میں بھی هوں خدا اُن کے ساتھه هے -

یه حقیقت اس مجاز سے وابسته تھی که تین هم صحبتوں کا چوتھا شریک اور پانچ شرکاے مجلس کا چھٹا جلیس اُن کے مکالمے سے آگاہ هوتا هے ' اُن کی رازداریاں اُس پر منکشف هوسکتی هیں ' اور وہ اُن کے خفایاے امور کو سن اور سمجھه سکتا هے ' آیت کا بھی یہی مدعا تھا ' اور اس کے لیے اس سے بہتر اسلوب ممکن نه تھا -

ایک دوسری آیت میں هے :

واعلموا ان الله یحول بین المرء و قلبه	خوب جان رکھو که انسان اور اُس کے دل کے مابین خدا حائل هوجایا کرتا هے -

دل اور جسم کے مابین حائل هونے والے سے بڑھ کر اور کون هے جسے مخفی نیتوں کا حال معلوم هوسکے ؟ یہاں بھی جناب الہی کی یہی غرض تھی ' لہذا حقیقت اس مجاز کے لباس میں نمودار هوی -

ایک اور موقع پر هے :

والله لا یستحیی من الحق	خدا کو اظہار حق میں کوئی شرم نہیں -

شرم (حیا) کی حقیقت یه هے که طبیعت میں ایک ایسا انکسار و انفعال پیدا هو که ارتکاب قبایح سے نفس کو روک دے ' ظاهر هے که شان الوهیت اس حقیقت سے نہایت ارفع هے ' لیکن تجوز کے لیے یہاں ایک مجازی مناسبت موجود تھی ' یعنی شرمیلی طبیعتیں جس چیز سے حیا کرتی هیں اُس کو ترک کردیا کرتی هیں ' اس طریق تعبیر کو لے کر قرآن نے بتایا که شرم کرنے والے تو شرم کی بات کو ترک کردیتے هیں ' مگر خدا کی بارگاہ اس سے بہت پرے هے ' وهاں حقیقت حیا کی سمائی نہیں کہ حیا کرنے والوں کی طرح وہ بھی اظہار حق کو چھوڑ بیٹھے -

ایک مشہور آیت هے :

الرحمن علی العرش استوی	خدا تخت پر کھڑا هوا -

کھڑے هونے (استواء) کی حقیقت میں استیلاء کا مجاز مضمر تھا ' اب بھی محاورے میں کہتے هیں : بلغاریا کا تخت متزلزل هوگیا ' یعنی اُس کے استیلاء میں ضعف آگیا ' پہلی صدی کا ایک عرب شاعر کہتا هے :

قد استوی بشر علی العراق	من غیر سیف ودم مهراق
عهد اموی کا رکن سلطنت (امیر بشر) عراق کے تخت پر کھڑا هوگیا	بغیر اس کے که تلوار چلائے یا خون بہائے

قرآن اور بھی یه حقیقت اسی مجاز کے اسلوب میں نمایاں کرتی تھی -

سورۂ رحمن کی هیبت ناک وعید هے :

سنفرغ لکم ایها الثقلان	اے دونوں جماعتو ! هم عن قریب تمہارے لیے خالی هوکر فراغت کیا چاهتے هیں -

فارغ هونے اور خالی هو بیٹھنے کی حقیقت اس مجاز نے منفهم کردی که جن لوگوں کے مشاغل کثیر هوتے هیں ' وہ کوئی خاص مہتم بالشان کام کرنا چاهیں تو اس مشغولیت کے عالم میں خاطر خواہ نه کرسکینگے ' اس کے لیے اُنهیں ایک مخصوص وقت نکالنا هوگا ' مفهوم کو دل نشین بنانے کے لیے قرآن کریم نے بھی اس تجوز کو لے لیا که لوگو ! خبردار رهو ' تمہارا حساب کرنے کے لیے ' هم عن قریب ایک خالی وقت نکالنے کو هیں که اچھی طرح محاسبه هو اور کافی امتحان و اختبار هوجائے -

(۳)

کشف ساق سے مراد کیا هے ؟ علامه ابن جریر اس کا جواب دیتے هیں :

قال جماعة من الصحابة و التابعین من اهل التاویل : یبدو من امر شدید ...... و کان ابن عباس یقول : کان اهل الجاهلیة یقولون شمرت الحرب عن ساق (۱) ...... و عن عکرمة فی قوله " یکشف عن ساق " قال : هو یوم کرب ' و ذکر عن	مفسرین صحابه و تابعین کی ایک جماعت کا قول هے که آیت " وہ دن جب ساق کھلیگی " کے معنے یه هیں که امر شدید ظاهر هوگا ...... عبد الله بن عباس اس کی مثال میں کہا کرتے تھے " عهد جاهلیت کا محاورہ تھا که جنگ نے اپنی ساق سے ازار کو اٹھالیا " یعنی پوری طرح لڑائی چھڑ گئی (۱) ...... عکرمه سے بھی اس آیت کی تفسیر میں

(۱) تفسیر ابن جریر ج ۲۹ ص ۲۱

عباس انه کان یقرؤ : یوم نکشف عن ساق ' بمعني یوم نکشف عن شدة شدیدة ' والعرب تقول کشفت هذا الامر عن ساق اذا صار الی شدة (١)

یہی روایت ہے کہ وہ دن کرب و سختي کا دن ہوگا ' ابن عباس اس آیت کو یوں بھي پڑھتے تھے کہ " وہ دن جب ہم ساق کھول دینگے " یعني بڑي سختي برپا کرینگے ' جب کوئي بات نہایت سخت ہوجاتي ہے تو اہل عرب کہتے ہیں " اس بات کي ساق کھل گئي " (١)

عزبن عبد السلام لکھتے ہیں :

هو مجاز عن مبالغة في حساب اعداله و اهانتهم و خزیهم و عقوبتهم ' فان العرب یقولون لکل من جد في امر و بالغ فیه : کشف عن ساقه ' و اصله ان من جدفي عمل من الاعمال ' حرب اوغیرها ' فانه یشمر ازاره عن ساقه کیلا یعوقه عن جده و سرعة حرکته فیما جد فیه (٢)

آیت کے معنے مجازي ہیں ' مراد یہ ہے کہ دشمنان خدا کے محاسبہ و تذلیل و رسوائي و تعذیب میں مبالغہ ہوگا ' جب کوئي شخص کسي کام میں نہایت مبالغے کے ساتھہ کوشش کرتا ہے تو اہل عرب کہتے ہیں " اُس نے اپني ساق کھول دي " اس کي اصلیت یوں ہے کہ جب کوئي شخص کسي بڑے کام میں سرگرم ہوتا ہے ' خواہ جنگ ہو یا کوئي اور کام ہو ' تو ازار کو اوپر چڑھا لیتا ہے کہ تیزي و سرگرمي کے ساتھہ جو کام کرنا چاہتا ہے اوس میں حرج واقع نہ ہو (٣)

اس تشریح نے یہ حقیقت بھي واضح کردي کہ حدیث میں دامن جھاڑتے ہوئے چلنے کي نسبت جو وعید وارد ہے کہ : من جر ازارہ بالخیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة (جو شخص غرور و تکبر سے تہ بند کے دامن جھاڑتے ہوے چلیگا قیامت میں خدا اُس کے جانب ملتفت نہ ہوگا) کا مفہوم اس ممانعت ہي پر حاوي نہیں ہے کہ تہ بند یا عبائیں یا پاجامے اس قدر نیچے نہ پہننے چاہئیں کہ موریاں قدم تک کو چھپا لیں اور زمین پر لوٹتي چلیں ' بلکہ اس کے ساتھہ یہ مدعا بھي مضمر ہے کہ مسلمان کو مغرور نہ ہونا چاہیے اور نہ فرط غرور سے اُس کے لیے غافل رہنا زیبا ہے ' خدا کتني ہي دولت دے ' کیسي ہي ثروت ملے ' کتني کچھہ منزلت بلند ہو ' مگر اُس کو ہر حال میں ہوشیار رہنا لازم ہے کہ جب کبھي اور جہاں کہیں مشکلیں پیش آنے والي ہوں وہ اُن کے حل کرنے کے لیے پہلے سے آمادہ و مستعد رہے - عہد جاہلیت کے مشہور سخن سنج (درید بن الصمه) کے کلام میں یہي مفہوم مخفي ہے :

کمیش الازار خارج نصف ساقه -

ورنہ کون کہسکتا ہے کہ وہ اہل عرب جن کو ارتداد گوارا تھا ' ترک ملک و مال گوارا تھا ' دوہ عمریہ کا مقابلہ گوارا تھا ' مگر تہ بند کا ٹخنے کے اوپر رکھنا گورا نہ تھا ' وہ نصف ساق کے تہ بند پہنتے رہے ہونگے ؟

(٤)

مزید تشریح کے لیے مسئلے کو یوں سمجھنا چاہیے :

(الف) بے شبہہ خدا کے ساق نہیں ہے ' لیکن جنگ کے بھي تو ساق نہیں ہے ' با این همه اہل عرب کہتے ہیں :

کشفت لهم عن ساقها و بدا من الشر الصراح

(جنگ نے اُن لوگوں کے روبرو اپني ساق کھول دي اور صاف و صریح خطرہ نمایاں ہوگیا) -

(ب) خطرے کے دانت بھي نہیں ہوتے ' مگر ادبیات عرب کا مشہور و معروف شعر ہے :

قوم اذا الشر ابدي نا جذیه لهم
طاروا الیه زرافات و وحدانا

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جہاں خطرے نے اُنھیں اپنے دانت دکھائے کہ اُس کي جانب دو دو ایک کرکے اڑ چلے)

(ج) موت کے ناخن بھي تو نہیں ہوتے ' مگر ابو ذویب هذلي کہتا ہے :

و اذا المنیة انشبت اظفارها الفیت کل تمیمة لا تنفع

موت نے جہاں اپنے ناخن مارے کہ پھر تم کسي ٹونے ٹوٹکے کو سود مند نہ پاؤگے -

(د) نرمي و نرم دلي (ذلت) کے بھي تو پر نہیں ہوتے جسے نیچے لاسکیں یا اوپر اٹھا سکیں ' مگر اس آیت میں ہے :

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة

باپ ماں کے لیے مہرباني کے ساتھہ نرمي و ملایمت کے پر نیچے کرو یعني بچھادو -

(ہ) قرآن کے ہات بھي تو نہیں ہیں ' مگر قرآن خود کہہ رہا ہے :

مصدقاً لما بین یدیه

قرآن کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں جو چیز ہے ' یعني توراۃ و انجیل جو اُس کے روبرو ہے ' وہ اُس کي تصدیق کررہا ہے -

(و) کفر بھي تو ہات نہیں رکھتا ' مگر اُس کے تذکرے میں ہے :

ذلك بما قدمت یداک

یہ کیفیت تیرے دونوں ہاتھوں کي لائي ہوئي ہے -

(ز) عذاب بھي تو کوئي مجسم ہیکل نہیں ہے کہ اُس کے ہات پانؤں ہوں ' مگر قرآن کا بیان ہے :

اني نذیر لکم بین یدي عذاب شدید

سخت عذاب کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پڑنے سے میں تم کو ڈراتا ہوں

(ح) ملکیت رکھنے والوں میں ایسے لوگ بھي ہوسکتے ہیں جن کے داہنے ہات کٹے ہوں یا سرے سے بنے ہي نہ ہوں ' خدا یہ سب کچھہ جانتا ہے اور پھر بھي کہتا ہے :

او ما ملکت ایمانکم

یا وہ جن کے مالک تمہارے داہنے ہات ہوے ہیں -

واقعہ یہ ہے کہ اُردو زبان کے ایک شاعر کے لیے جب یہ ادبي معذرت قابل پزیرائي ہے کہ :

ہرچند ہو مشاہدۂ حق کي گفتگو
بنتي نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر
مقصد ہے نازوغمزہ ولے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنۂ و خنجر کہے بغیر

تو اہل نظر کي اس تحقیق پر کیوں نہ لحاظ کیا جائے کہ :

الغرض من هذا انه قد یعبر بالجوارح عن معان لا یصح ان یکون خارجة (١)

غرض یہ ہے کہ تعبیر کلام میں اعضاي جوارح کا تذکرہ کرتے ہیں اور اُس سے وہ معاني مراد لیتے ہیں جن کا اصل مفہوم سے الگ ہونا درست نہیں (١)

(لها بقیة صالحة)

(١) ابن جریر - ص ٣٤

(٢) الاشارة الی الایجاز في بعض انواع المجاز - طبع قسطنطنیه سنه ١٣١٣ھ - ص ١٩٠

[١] کتاب الاشارہ - ص ٢٣ ١

مقالات

میں کون ہوں ؟ ؟

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ؟ فتعالی اللہ الملک الحق - لا الہ الا ھو ' رب العرش العظیم

(از جناب عبد الغفار صاحب اختر - بی - اے - ملیک)

میں کون ہوں ؟ اور کیوں اس دنیا میں آیا ہوں ؟ کس قدر مشکل سوالات ہیں - مگر جب کبھی مجھے اس جسم خاکی کی غور پرداخت اور اس دو روزہ زندگی کے لیے سامان معیشت کے بہم پہونچانے کی مصروفیتوں سے چند لمحے بھی مہلت کے مل جاتے ہیں تو انہیں سوالات کے حل کرنے کی اُدھیڑ بن میں مصروف ہو جاتا ہوں - اگرچہ ابتداے آفرینش سے لے کر آج تک ان سوالات کا حل مجھسے ممکن نہیں ہوا ' جب تک میں نے اوس رحمان و رحیم اور حکیم و علیم ہستی کے پیغاموں پر ' جس نے مجھے ' اور جو کچھہ میرے گرد و پیش ہے ' سب کو ' پیدا کیا ہے ' اور اس کی حکمت اور اسرار سے خود ہی واقف ہے ' کان نہیں دھرا ' اوس وقت تک میری ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہمیشہ حیرت اور سرگردانی ہی رہا -

لیکن ان پیغاموں کے منزل الی الناس ہونے کا حق ہی مجھکو محض اس وجہ سے حاصل ہوا ہے کہ اس حقیقت کے دریافت کرنے کی فطرتی خواہش مجھہ میں موجود ہے ' اور میں تا بمقدور ان سوالات کے حل کرنے کی کوشش بھی کرتا رہتا ہوں - میری نظر محدود ہے ' ہو - میں تمام موجودات عالم کے مشاہدہ پر محیط نہیں ہو سکتا ' نہ سہی - یہ شرف میرے لیے کیا کم ہے کہ تمام جمادات و نباتات اور کم درجہ کے حیوانات کے مقابل میں صرف میں ہی ایسی قوت کا مالک ہوں کہ اپنے نفس اور اپنے گرد و پیش کی اشیاء کے تعلقات پر غور کر سکوں ' اور سلسلۂ علل کی موجودگی کے احساس سے ایک علۃ العلل تک سراغ لے جاؤں - یہ اسی قوت کا کرشمہ ہے کہ میں اس لائق سمجھا گیا ہوں کہ میری ہستی کے بعض رموز کا مجھہ پر انکشاف کیا جائے -

مشہور ہے کہ کسی بستی کے بسنے والوں نے ان سوالات کو بلا امداد انکشافات الہامی کے ' حل کرنے کی مستقل کوشش کی تھی ' اور معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی حد تک کامیابی کی طرف بڑھے بھی تھے ' مگر افواہاً یہ سنا گیا ہے کہ وہ خطہ ہی غرقاب کر دیا گیا - یہ قصہ خواہ غلط ہو یا صحیح ' مجھے اس سے چنداں بحث نہیں ' کیونکہ بعض روایات کی ترویج کا منشا ہی یہ ہوتا ہے کہ اون کے ذریعہ سے تمثیلی طور پر حقیقی امور پیش کیے جائیں - علم اس سے کہ وہ روایات واقعے کے صحیح بیانات پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں ' کوئی خاص خطہ غرقاب ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ' اس روایت سے اتنا نتیجہ تو ضرور نکلتا ہے کہ یہ معما وہاں والوں سے ابھی حل نہیں ہو سکا تھا کہ وہ لوگ فنا ہو گئے ' جنہوں نے اس کی تحقیقات کی طرف اقدام کیا تھا - یہ سعادت ایک ریگستانی جزیرہ نما کے باشندوں کی قسمت میں لکھی تھی کہ جن رموز کو انسانی تحقیقات حل کرنے سے عاجز رہی اون کا انکشاف الہامی طور پر وہاں کے باشندوں پر اونہیں کی زمین میں کیا جائے ' اور وہاں سے دنیا بھر میں پھیل جائے -

جو قومیں اپنی ذہنی قوتوں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرتی ہیں ' جو تخلیق کی حقیقت اور علت غائی کے دریافت کرنے کے لیے صرف اپنے ہی ذہنی مکاشفات پر بھروسہ کر لیتی ہیں اور اضطراری طور پر خالق کائنات کے فیضان رحمانیت کی محتاج نہیں ہوتیں ' وہ الہامی انکشافات کے مورد اور منزل علیہ ہونے کی حقدار نہیں ہیں -

نیچر جب خالق نیچر سے جدا کر لی جاتی ہے تو وہ تنگ نظر اور حاسد ہو جاتی ہے ' اپنے رموز کے کنز مخفی کو کھلی دنیا میں نکالنے والوں سے دست و گریباں ہو جاتی ہے ' اور ہر قدم پر یہ کہتی ہے کہ : ان رموز کا جو حصہ تمہارے فہم و ادراک کے اندر آ بھی سکتا ہے اوسے بھی الہامات ربانی کی مدد سے دریافت کرو ' اپنی قوت پر صرف وہیں تک بھروسہ کرو جہاں تک کہ تمہارا حق ہے ' کیونکہ تمہارا کتم عدم سے عرصہ وجود میں آنا اور پھر فنا ہو جانا یہ ایسے رازوں پر مشتمل نہیں ہے جنہیں تمہارا محدود ذہن دریافت کر سکے -

دنیا میں کس قدر بیشمار قومیں گزریں جن کی ترقی کے اسباب وہی تھے جن سے بعد کو اون کے تنزل کے سامان پیدا ہو گئے ' اُنکا یہ دعوے دھرا ہی رہ گیا کہ ہم اون رموز سے واقف ہو گئے ہیں جو اس عالم کون و فساد میں ترقی اور تنزل کے اسباب قرار دیے جا سکتے ہیں - جب میں ان نمایشوں کو چشم عبرت سے دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار خاقانی ہند کے یہ پر معنی الفاظ یاد آتے ہیں :

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں
ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

اللہ اکبر ! انسان کے غرور نفس کو شکست دینے کے ایسے کیا کیا سامان مہیا کیے گئے ہیں ؟ اور انسانی کمزوریوں کی کس قدر نمایاں نشانیاں موجود ہیں ؟ چشم عبرت وا کرنے کی دیر ہے - بازیگر قدرت انسان کو فاعل مختار کا نام نہاد تمغا دے کر ' اوسے جد و جہد پر مکلف کر کے ' اوس کی محدود قوتوں کا تماشا دنیا کو دکھاتا ہے ' لیکن آخر میں اپنے ہی زبردست اور معجز نما ہاتھوں سے ہر کام کو انجام دے کر تعز من تشاء و تذل من تشاء ' بیدک الخیر ' انک علی کل شی قدیر کی حقیقت کا اعتراف کرنے پر انسان کو مجبور کر دیتا ہے - انسان خود بینی سے اپنی ذات پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے ' اور بزعم خود یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اوسے نیچر کے رموز سے پردہ اوٹھانے کی قوت عطا کی گئی ہے - لیکن جس قدر وہ اس کوشش میں سرگرم ہوتا ہے اوسی قدر زیادہ حیرت ' استعجاب ' گم شدگی ' اور وارفتگی کے دریاے ناپیدا کنار میں غوطے لگاتا ہے -

چه شبہا نشستہ در این سیر گم
که حیرت گرفت آستینم که قم

تحقیق اور تدقیق میں عمریں گذر جاتی ہیں اور اوس حقیقت کا ایک شمہ بھی دریافت نہیں ہوتا ' جس کا شوق اور انہماک فطرت انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے - لیکن اس عجز اور درماندگی سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھا رہوں ' اور اپنی تخلیق کی علت غائی کو فوت ہوجانے دوں - مجھے اس عجز اور درماندگی میں بھی ایک نتیجہ خیز رمز کا پتہ چلتا ہے - میں اپنے خیال کو باوجود اس قدر آزادی اور وسعت کے کائنات پر محیط ہونے سے عاجز پاتا ہوں - کیا یہ کائنات کی زبردست وسعت کا ثبوت نہیں ہے ؟ کیا یہ زبردست وسعت اس امر کی شہادت نہیں دیتی کہ میری تخلیق کی علت غائی مسلسل ترقی پر ہے ؟ کیا اس سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس وسیع اور پر از اسرار کائنات کا با کمال صانع کس قدر لا متناہی قوت و حکمت کا مالک ہے ؟

خود اس امر کا احساس میرے خیال کو ' جو تحقیق اور تدقیق ' استدلال اور استقراء کی پر پیچ راہوں میں ' پڑا بھٹک رہا تھا ' صراط مستقیم کی طرف کھینچتا ہے ' اور میرے دیدۂ دل کے سامنے سے شبہات اور اوہام کی غلیظ و کثیف ظلمت کو دور کرکے اوس پر ایمان اور اعتقاد کے نور کو طالع کرتا ہے ' جس پر نگاہ ڈالتے ہی میرے دل کو سرور اور اطمینان حاصل ہوجاتا ہے ' کیونکہ ایک لا متناہی قوت ' اور کیسی لا متناہی قوت ' جو صرف لا انتہا قوت ہی نہیں بلکہ لا انتہا حکمت و علم ' عدل و محبت کا منبع اور مخزن ہے ' میرا مبدء اور مرجع معلوم ہوتی ہے - ایسے زبردست تعلق کا ادراک میرے لیے اپنی ذاتی کمزوری اور بے بسی کے احساس سے مل کر بے حد طمانیت بخش اور تسلی دہ معلوم ہوتا ہے ' اس خیال کے پیدا ہوتے ہی میں اپنے آپ کو کہیں سے کہیں پہونچتا ہوا دیکھتا ہوں ' اور خود بخود تسلی پا جاتا ہوں -

میں کون ہوں ؟ میں وہ ہوں جس کے لیے کائنات کا ہر ذرہ اپنا اپنا مقرر کردہ کام انجام دے رہا ہے ' اور اس طور پر وہ خدمتیں بجالاتا ہے جن کے لیے وہ مامور ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے آفتاب ہر صبح کو ' اپنا جہاں آرا جلوہ دکھا کر ' نور کے بقعے چھوڑتا ہوا ' دنیا کو گرم کرتا ' غلے اور پھلوں اور میووں کے درختوں کو اوگاتا ' اون کے اثمار کو پکاتا ' میری آنکھوں کو کھولتا ' میرے ہاتھہ پانوں میں چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے ' اور مجھے وقت کی شناخت سے بہرہ مند کرکے اوس کی قدر کرنا سکھاتا اور کام میں لگاتا ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے باد صبا کے خوش گوار جھونکے اٹکھیلیوں سے چلتے ' ہرے بھرے چمن کو شاداب کرکے میرے قلب کو مسرت اور میرے دماغ کو فرحت بخشتے ہیں -

میں وہ ہوں جس کے لیے شام کا سبز کاہی اور رات کا مائل سیاہی آسمان کبھی ستاروں کی جھلملاہٹ اور کبھی شفاف اور ٹھنڈی چاندنی کے ذریعہ سے خاموش لوریاں سنا کر اور نا معلوم تھپکیاں دیکر آرام دینے والی نیند کو بلاتا اور میرے قویٰ کو جو دن بھر کی محنت سے مضمحل ہوگئے ہیں از سر نو تازگی بخشتا ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے مادۂ حیات سے لدا ہوا ابر آسمان پر لڑھکتا ہے ' اور جاں بخش قطرات کی صورت میں زمین پر نازل ہوکر چپے چپے کو سیراب اور شاداب کرتا ہے -

میں وہ ہوں جس کے لیے خیال کی وسیع تفرج گاہیں کھلی ہوئی ہیں - میں وہ ہوں جسکا دل و دماغ انعکاس انوار علوم و جذبات کا آئینہ ہے - میں وہ ہوں جس نے آغوش مادر میں تربیت پائی ہے - میں وہ ہوں جس کے ذرا سے اضطراب پر بہت سے دل بے چین ہوجاتے ہیں - میں وہ ہوں جس کے رنج و راحت میں شریک ہونے کے لیے میرا ایک دلفریب ہم جنس اپنی بیش بہا زندگی وقف کردیتا ہے ' اور اپنے شیریں کلام اور متبسم چہرے سے میری تمام کلفتیں دور کردیتا ' اور میری تمام مصیبتوں کو راحت سے بدل دیتا ہے -

لیکن آہ ! وہ بھی تو میں ہی ہوں جس کی حالت کو ایک لحظہ قیام نہیں ' اور جس کی صورت نوعیہ جلد فنا ہوجانے والی ہے - جو ڈھلی اور تن آسانی کے گڑھے میں گر کر تمام روشنیوں سے محروم ہوجاتا ہے ' جو غفلت کے خواب گراں میں پڑکر موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے ' جس کے غنچۂ مراد کو جب یاس کی باد سموم پژمردہ کردیتی ہے تو پھر تمام عالم کی بہاریں اور کائنات کی فضائیں اوسے شگفتہ نہیں کرسکتیں ' جس کے درد اور مصیبت کی راتیں کاٹے نہیں کٹتیں ' کروٹیں لیتے لیتے دونوں پہلو دکھنے لگتے ہیں ' جو قحط اور خشک سالی کی مصیبتیں جھیلتا اور ایک ایک دانے کو ترس ترس کو ایڑیاں رگڑرگڑ کر جان دیتا ہے ' جس کو حسد ' بغض ' تعصب کا تنگ و تاریک قید خانہ ' اپنی محدود چار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیتا ' جو جہل کی تاریکی میں گھٹ رہا ہے ' جس کے لیے لحد کا تنگ غار انتظار کررہا ہے ' جس کی اذیتوں سے لوگ مسرت پاتے ہیں ' جس کے مٹانے کو لوگ تلے ہوئے ہیں ' جس کی حسرتوں کا فریب اور دغا کے خنجر سے خون کیا جاتا ہے -

آہ ! باری تعالی کی بیشمار مخلوق گرد و پیش ہے ' مگر میں اپنی قسمت کو سب سے زیادہ سخت دیکھتا ہوں - میرا ہی امتحان کیوں اس قدر سخت مشکل ہے ؟ مجھہ ہی پر کیوں یہ ساری بلائیں نازل ہیں ؟ میں ہی کیوں تیر حوادث کا نشانہ ہوں ؟ میرے گرد و پیش بھاری بھاری جمادات بھی ہیں ' اور سیماب صفت متحرک ہوا بھی ' دل لبھانے والی پھول پتیاں بھی ہیں ' لچکنے والی ڈالیاں بھی ' اور ڈالیوں پر نغمہ سرائی کرنے والے پرند بھی ہیں ' سبزے سے لہلہاتے ہوئے میدان بھی ہیں ' ہرے بھرے جنگل بھی اور اون میں اٹکھیلیاں کرنے والے چرند بھی ہیں ' آن بان سے بہنے والے دریا بھی ہیں اور لڑکھڑاتے ہوئے نالے بھی - غرض کہ صنف صنف کی مخلوقات موجود ہے ' لیکن میری برابر کوئی مورد آلام نہیں -

میں سمجھہ گیا - وہی قوت جو مجھے اپنی حقیقت دریافت کرنے کی طرف مائل کرتی ہے ' میری ان تمام مصیبتوں کی جڑ ہے - یہ سارے کرشمے اسی کے ہیں ' اور یہ سب زحمتیں اسی کے بدولت ہیں - آہ ! اے عقل ! اے کمبخت عقل انسانی ! تجھکو موت نہیں - انسان نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو اوس کے پیچھے پڑگئی ہے ؟ اور اوسکو ظلم و معدلت اور رنج و راحت کا امتیاز سکھاکر مورد آلام و مصائب بنا رہی ہے ؟

" خاموش ! اے گستاخ بندے ' تیری اس یاوہ گوئی سے ملاء اعلی کے تیوروں پر بل پڑنے لگا - تجھپر فرشتے لعنت کر رہے ہیں ' سن وہ کیا کہتے ہیں - کان لگاکر سن - وہ کہتے ہیں کہ " اس ناشکر کو رب الارباب کی درگاہ سے وہ نعمت عطا ہوئی جس سے یہ اشرف المخلوقات اور خلیفة الله فی الارض کہلانے کا مستحق ہوا ' اور ہم پر اسے ترجیح دیگئی ' ہم کو انی اعلم ما لا تعلمون

کی توبیخ سہنی پڑی، اور یہ کم بخت اوسی نعمت کو مصیبت اور اوسی رحمت کو زحمت سے تعبیر کرتا ہے -

ہاں! اگر تو اپنے مالک کی عطا کی ہوئی نعمت کو عدم استعمال اور ڈھیلی سے کھو دیگا، اگر تو اپنی قوتوں کو صحیح اعتدال اور امتزاج کے ساتھہ کام میں نہ لائیگا، اگر تیری ہمت بلند نہ ہوگی، اور تو بزدلی کے ساتھہ دنیا میں اپنے فرائض کے انجام دینے سے جی چرائیگا، اگر تو تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو محض اپنے پروردگار کے لیے، جس نے تجھے دنیا میں چند روز رہکو کام کرنے اور اپنے ہی طرف انجام کار واپس بلا لینے کے لیے بھیجا ہے، جھیلنے سے دم چرالے گا - اگر تو فانی آلام اور چند روزہ مصائب کے مقابلہ کے لیے اپنے قلب کو آہنیں بنا کر نہ تھکنے والے عزم اور استقلال کے ساتھہ ترقی اور نجات کے لیے جو تیری آفرینش کا مدعا اور مقصود ہے، محنت اور سعی کرنا اور نتیجہ کو رب العلمین کی ضمانت میں دیدینا اپنا شعار نہ بنا لیگا - ہاں! اگر تو خلافت الہی کی پوری شان اپنی ہستی میں نہ پیدا کریگا، تو کوئی وجہ نہیں کہ تجھے ہم پر جو اوس احکم الحاکمین کی بے چوں و چرا فرماں برداری کرنے والی ہستیاں ہیں، فوقیت اور برتری کا حق دیا جائے -

کوئی دم گزرتا ہے کہ نیچر کی اونہیں مہیب طاقتوں کے ذریعہ سے جن پر تو حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے، امر الہی تجھکو ہلاک اور فنا کردے - اس بات پر غرہ نہ کر کہ تجھے دنیا میں مہلت دیگئی ہے، اس لیے کہ یہاں تو کامل انصاف ہوتا ہے، اگر تو دنیاوی طاقتوں پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے تو وہ ضرور تیرے لیے مطیع و منقاد بنادی جائینگی - لیکن تیری ہستی ابدی سعادت کے لیے موزوں اور مناسب بنائی گئی ہے، اور تو دنیا و آخرت دونوں میں فائز المرام ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے - پس اگر تو اپنی سعادت کو نہیں حاصل کرسکتا تو تیری ہستی کی بقا نا ممکن ہے "

اِس آواز کے کانوں میں پڑتے ہی میری نگاہیں بے اختیار اوٹھکر نیچر کی مہیب اور خوفناک قوتوں پر پڑتی ہیں - اون کی غضب آلود نگاہوں سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک اشارے کی منتظر ہیں کہ مجھپر ٹوٹ پڑیں اور میرے ٹکڑے اوڑا دیں - میرا کلیجہ خوف سے کانپنے لگتا ہے اور میں خداوند قدیر سے پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں -

سروش غیبی میرے کانوں میں پھر یہی سوالات ڈالتا ہے کہ: میں کون ہوں اور کیوں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں؟ میں غور کرتا ہوں مگر اس کے حل سے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں - میں پھر غور کرتا ہوں اور میرا مضطر اور بیقرار دل خداوند قدیر کی طرف بے اختیار مجھے رجوع کردیتا ہے - اب میرے کان میں نہایت شاندار اور فصیح لہجے میں یہ آوازیں گونجتی ہیں :

" اے نا چیز اور بے حقیقت بندے! تیری نجات اپنے ہی نفس کی معرفت پر منحصر ہے، کیونکہ اسی سے تو اپنے پروردگار کو پہچان سکتا ہے - تو محض ایک بے حقیقت شے سے بتدریج ترقی کرکے دل و دماغ، خیال و زبان، ہاتھہ پانوں، آنکھہ، ناک، کان والا ہوا اور اس درجہ تک پہونچا کہ اب کائنات پر حکومت کرتا ہے، لیکن یہ حکومت تیری اوسی وقت تک ہے جب تک تو اپنی نوعی حالت کی تکمیل میں کوشاں رہے، اون ما بہ الامتیاز قوتوں کو جو تیرے اقتدار کا باعث ہیں تلف نہ ہونے دے، سب سے زیادہ یہ کہ تو اپنی تخلیق کے منشا کو سمجھے، اور یہ خیال کرے کہ اس منتظم اور مربوط کائنات میں جہاں ہر شے کی ایک علت غائی پائی جاتی ہے - جب ساری کائنات تیرے لیے وجود پذیر ہوئی ہے، اور تجھہ میں یہ شعور موجود ہے کہ اپنی حقیقت پر غور کرسکے، تو اس ادراک کا کوئی سبب تو ضرور ہوگا، اور تیری ہستی مع اس ادراک کے آخر کسی کے لیے ہوگی -

جبکہ تو دیکھتا ہے کہ اسی ادراک کے باعث دنیا و ما فیہا تیری کامل تسلی اور راحت کے لیے کافی نہیں ہیں تو اس سے ماورا اولی شے ضرور تیرے لیے محل تسکین ہوگی -

یاد رکھہ! کہ تو خاص خدا کے لیے ہے - تیرا مرنا، تیرا جینا، تیرا سونا، تیرا جاگنا، تیرا چلنا، تیرا پھرنا، تیرا اوٹھنا، تیرا بیٹھنا، وہ کہ تیرے سارے کام اوسی قادر ذوالجلال کے لیے ہونے چاہیئں جو تیری تمام طاقتوں کا سہارا، تیرے سارے علوم و جذبات کا مبدء، منبع اور مرجع الیہ ہے - جسپر تو کامل بھروسہ کرسکتا ہے، اور جس کے اندر تیری روح تسلی پاسکتی ہے "

یہ پر معنی آواز سنتے ہی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بھولی ہوئی باتیں یاد دلاتا ہے اور میرے دل سے ہیبت اور خوف کا اثر زائل ہو جاتا ہے - میں سوچتا ہوں کہ کیا یہی وہ خداوندی پیغام ہے جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے پہونچایا جاتا ہے؟ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ وہی پیغام ہے -

اس یقین کے پیدا ہوتے ہی لازوال امید اور ابدی راحت مسکراتی ہوئی سامنے آجاتی ہیں، اور غیر فانی کامیابی ایک پری تمثال نازنیں کی صورت میں نمودار ہوکر گوشۂ چشم سے مجھے اپنی طرف بلاتی ہے - محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھتی اور تبسم کرتی ہے، اور جس قدر میں آگے بڑھتا ہوں اوسی قدر وہ بھی میری طرف کو بڑھتی ہے - یہاں تک کہ اپنا اعجاز بھرا ہاتھہ میرے سینے پر رکھتی ہے، اور طلسمی آواز سے کہتی ہے کہ " تیرے ایمان اور استقلال نے مجھے تیری کنیزی کی عزت بخش دی ہے "

آہ! اس دلفریب آواز کا کان میں پڑنا اور ان نازک ہاتھوں کا دھڑکتے ہوے دل پر رکھا جانا غضب ہے - مجھپر فرط حیرت سے عالم بیخودی طاری ہو جاتا ہے، اور میں مبہوت ہوکر آنکھیں بند کرلیتا ہوں - چشم زدن میں دو محبت بھرے ہاتھہ میرے دونوں شانوں کو ہلاتے ہوے معلوم ہوتے ہیں - میری آنکھیں کھل جاتی ہیں - کیا دیکھتا ہوں کہ وہی نیچر کی طاقتیں جو ابھی غضب آلود نگاہوں سے مجھے دیکھہ رہی تھیں میرے سامنے سر بسجود ہیں - امید و راحت میرے بازووں کو سہارا دیے کھڑی ہیں - غیر فانی کامیابی کا ہاتھہ میرے سینے پر ہے، اور وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے میرے سامنے کھڑی ہے :

کیمیائیست عجب معرفت درگہ یار
خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

مذاکرۂ علمیہ

علم ہیئت کا ایک صفحہ

کائنات الجو

(اثر : مرزا محمد عسکری - بی - اے - لکھنوی)

جو ارض اور جو شمسی کا مقابلہ اور اونکے متعلق جدید تحقیقات

یہ سن کے اکثر لوگوں کو تعجب ہوگا، مگر محققین کا قول ہے، کہ ہم کو بہ نسبت خود اپنے جو کے آفتاب کے جو کا حال زیادہ معلوم ہے، اگر اس کا تصفیہ آسانی سے ہو سکے کہ قرص آفتاب کی قلمرو کہاں تک ہے، اور اوس کا حلقہ کہاں سے شروع ہوتا ہے ؟ جو شمسی میں متعدد غازوں کا جو ایک عظیم الشان تلاطم اور تموج برپا رہتا ہے، اوس کا صرف، مشاہدہ ہی ممکن نہیں، بلکہ اس کا رقبہ اور اس کی سرعت رفتار بھی ہم آسانی سے بتا سکتے ہیں، اور کچھہ عرصہ سے ان غازوں کے افعال و خواص، اور ان کا اپس میں تناسب بھی ہم پر منکشف ہوگیا ہے -

تحلیل شمسی اور آلہ " اسپکٹر اسکوپ "

شعاع شمسی کی تحلیل " اسپکٹر اسکوپ " کے ذریعہ سے ہوتی ہے، جو علم طبعیات (فزکس) کا ایک بہت مشہور اور متداول آلہ ہے - اس کے تجارب سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر آفتاب محض ایک قرص نوری ہوتا اور اوس کے چاروں طرف غازوں کا کوئی حلقہ نہوتا، جیسا کہ ہماری زمین کے چاروں طرف ہے، تو ہمکو اوس کی شعاع آلۂ مذکور کے اندر سے اس طرح نظر آتی، جیسے قوس قزح کے مختلف رنگوں کی ایک ناہموار پٹی ہوتی ہے،

مگر در اصل ایسا نہیں ہے - مختلف الوان قوسی کے علاوہ کچھہ سیاہ اور دھاری دار خطوط بھی جا بجا اوس روشنی میں ملے جلے نظر آتے ہیں، اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ کچھہ خارجی اشیا بطور ایک حجاب کے ہمارے اور آفتاب کے درمیان حائل ہیں -

اب اگر ہم بعض دیگر اشیا کی روشنی بھی اسی طرح اس آلہ کے ذریعہ سے دیکھیں، تو اس میں بھی بعینہ ویسے ہی خطوط ہم کو نظر آئینگے - اس سے معلوم ہوا کہ وہ غاز جو آفتاب کو گھیرے ہوے ہیں، اور یہ چیزیں، دونوں ایک ہی تھیں -

اس آلہ کے ذریعہ سے ہم اون غازوں کا درجۂ حرارت اور وزن بھی بخوبی دریافت کر سکتے ہیں -

مذکورۂ بالا تجربہ کے علاوہ جدید طرق عکاسی کے ذریعہ آفتاب کی مختلف تصویریں بھی مختلف قسم کی مخصوص روشنیوں میں لی گئی ہیں، جن سے عجیب عجیب انکشاف ہوے ہیں - آفتاب کی شعاعوں میں ایک خاص قسم کی روشنی شامل ہے جسکو سائینس کی اصطلاح میں " کاشیم " کی روشنی کہتے ہیں - فرض کرو کہ ایک عکسی پلیٹ پر سواے " کاشیم " کے اور کسی قسم کی روشنی نہ ڈالی جاے اور اسی شیشہ سے آفتاب کا فوٹو لیا جاے تو یہ فوٹو خالص " کاشیم " کی شعاعوں کا کہا جائیگا -

اس اصول پر پروفیسر (ہیلی) نے (جو رصدگاہ شمسی واقع ماونٹ وِلسن [امریکا] کے ایک مشہور استاد علم ہیئت ہیں) ایک آلہ ایجاد کیا ہے جسکا نام " اسپکٹرو ہلیوگراف " رکھا ہے - اسکے ذریعہ آفتاب کی مختلف تصویریں، جدید طریق عکاسی کے بموجب صرف ایک ہی روشنی میں مثلاً " کاشیم " " ہایڈروجن " یا " کاربن " وغیرہ کی روشنی میں لی گئی ہیں، جن میں قرص کے چاروں طرف خاص رنگوں کے حلقے نظر آتے ہیں -

جو ارضی

یہ عجیب بات ہے کہ خود اپنے گھر کا حال بہ نسبت پرائے گھر کے ہم بہت کم جانتے ہیں، یعنے زمین کے جو کے متعلق ہمارا علم اوتنا وسیع اور زیر مشاہدہ و استقرا نہیں، جتنا کہ جو شمسی کے متعلق ہے - گو ہوا کے دو مشہور جزو " اکسیجن " اور " نائٹروجن " ایک عرصہ دراز سے ہمکو معلوم ہیں، لیکن تیسرا جزو " آرگن " جسکے کاشف سائنس کے فاضل اجل لارڈ (ریلے) اور سر (رالیم ریمسے) ہیں، اور جسکی مقدار ہوا میں ابخرۂ مائیہ سے کسی طرح کم نہیں، ابھی پورے بیس برس بھی نہیں ہوے کہ دریافت ہوا ہے -

یہی حال غاز " ہلیوم " کا بھی ہے جو " آرگن " کے بہت بعد دریافت ہوا - مگر اس کا وجود آفتاب میں بہت پیشتر سے معلوم تھا -

" ہلیوم " کے بعد البتہ بہت سے نئے غازوں کا پتہ لگا، مثلاً

(١) " نیون " منکشفہ پروفیسر ریمسے جسکا ثقل مابین " ہلیوم " اور " آرگن " کے ہے - یعنے " ہلیوم " سے زیادہ بھاری اور " آرگن " سے زیادہ ہلکی - (٢) " کرپٹن " (٣) " زینن "

اگر " آرگن " بوجہ قلت مقدار (سو حصوں میں ایک حصہ) ابتک ناپیدا رہی، تو نمبر (٢) و (٣) بہ سبب اپنی انتہائی لطافت و رقت کے پردۂ راز میں مخفی تھیں - نمبر (٢) ہوا کے دس لاکھہ حصوں میں سے ایک حصہ، اور نمبر (٣) اس سے بھی بیس گنی زیادہ لطیف و رقیق ہے - یعنے ٢ - کرور حصوں میں صرف ایک حصہ ہے !!

ہوا کی بلندی سمندر کی سطح سے ایک سو اسی میل تسلیم کی گئی ہے - یعنے اتنے فاصلے تک ایسے طبیعی منظر نظر آتے ہیں جن کے واسطے ہوا کی موجودگی کی ضرورت ہے -

مثلاً قطب شمالی کا وہ عجیب منظر جو " اوررابوریلس " (شفق شمالی) کے نام سے مشہور ہے، اور ممالک قطبیہ شمالی میں اکثر رات کے وقت نظر آتا ہے - حکما اس کا سبب تموجات برقیہ بتاتے ہیں - اس منظر کی کیفیت یہ ہے کہ ممالک مذکورہ میں بعض اوقات افق شمال سے روشنی کی دھاریاں آسمان میں سمت الراس تک کھینچی ہوئی نظر آتی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں شہاب ثاقب ٹوٹ رہے ہیں - کبھی یہ دلکش طلسمی نظارہ بصورت قوسی مشرق سے مغرب تک، اور کبھی متموج شعاعوں میں بھی جلوہ گر ہوتا ہے اس کا رنگ ہلکے نارنجی سے لیکر گہرے سرخ تک ہوتا ہے - جب یہی مناظر قطب جنوبی میں نظر آتے ہیں تو شفق ان کو جنوبی (اوررا آسٹرلیس) کہتے ہیں -

شہاب ثاقب جنکا سبب اصلی بعض اجزاے مادی کا ہوا کے ساتھہ تصادم ہے ۱۲۵ - میل سے زیادہ ارتفاع پر نظر نہیں آتے ' مگر یہ ارتفاع خواہ ۱۸۰ - میل ہو یا ۱۲۵ - میل ' یہ امر اسی طرح متحقق نہیں ہوسکتا کہ اوپر کے طبقوں میں ہوا کی ترکیب و امتزاج کس قسم کا ہے ؟ ابر کی انتہائی بلندی صرف ۱۰ - میل ہے اور کو غبارے اس سے کہیں زیادہ بلند یعنی ۱۹ - میل تک جاسکتے ہیں' مگر انکی اوسط پرواز ۷ - میل سے زیادہ نہیں کہی جاسکتی - پس اس سے زیادہ بلندی پر مشاہدہ اور تجربہ کا کچھہ دسترس نہیں چل سکتا ' اور ہماری معلومات ان طبقات بالائی کی نسبت اگر کچھہ نہیں تو زیادہ سے زیادہ وقیع قیاسات کہی جاسکتی ہیں -

البتہ - میل کے ارتفاع پر جو دو امر تجربہ میں آگئے ہیں وہ یہ ہیں کہ بخارات مائیہ وہاں کالعدم ہیں اور درجۂ حرارت جو زمین سے تدریجا کم ہوتا جاتا ہے وہاں پہنچکر قائم ہو جاتا ہے -
یا ایک معتدبہ فاصلہ تک برابر قائم رہتا ہے - درجۂ حرارت مقامات مذکورہ میں ۵۵ - (مقیاس سنٹگرید) نقطۂ انجماد کے نیچے ہے -

مقامات مذکورہ تک ہوا میں بسبب حرارت آفتاب اور نیز بسبب زمین کی حرکت دوری کے ' برابر تموج اور تلاطم ملتا ہے' جس کی وجہ سے مختلف غازوں کی ترکیب و امتزاج میں کوئی فرق نہیں پڑنے پڑتا - وہ آپس میں خوب ملی جلی رہتی ہیں ' مگر اس سے بلندی پر کمی حرارت یا شدت برودت کی وجہ سے ان بالائی اور زیریں تموجات کا پتہ کہیں نہیں چلتا ' جو نیچے کی ہوا میں امتزاج کے باعث ہوتے ہیں - لہذا حکما کا قیاس ہے کہ زیادہ بلندی پر یہ امتزاج ایسا نہیں ہے جیسا کہ سطح زمین کے قریب ہے ' بلکہ وہاں مختلف غاز محض اپنے ثقل متناسبہ کے اعتبار سے تہ بر تہ قائم ہیں - جیسا کہ ہم ایک ظرف میں تیل ' پانی اور پارہ ملاکر اور خوب ہلاکر چھوڑدیں ' تو تھوڑی ہی دیر میں یہ تینوں چیزیں اپنی اپنی جگہ پر تلے اوپر قائم ہوجائینگی -

پس اسی طرح قیاس کیا جاتا ہے کہ اعلی طبقوں میں ایک خالص تہ " ہائیڈ روجن " کی محیط ہے' جسکے اوپر " ہلیوم " ہے -

گذشتہ سال پروفیسر (ویجنر) نے طبقۂ " ہائیڈ روجن " کی موجودگی کی نسبت بحث کرتے ہوے بہت معقول ثبوت پیش کیے تھے' اور فاصلہ تقریباً ۷۰ - میل بتایا تھا - یہ بھی کہا تھا کہ زبردست قراین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے زائد بلندی پر ایک اور غاز کا پتہ چلتا ہے جسکا نام " جیوکارونیم " ہے اور جو " ہائیڈ روجن " سے کہیں زیادہ ہلکی ہے -

یہ غاز آفتاب میں ایک عرصے سے دریافت ہوچکی ہے' مگر زمین پر ابھی اسکا ابھی پتہ نہیں - پروفیسر ناسینی البتہ خوش ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے اس کی جھلک اٹلی کے کسی آتش فشاں پہاڑ میں دیکھہ لی تھی ' مگر عام نظروں سے یہ نازک اندام پری ابتک غائب ' اور عام سطح سے ابتک دور ہی دور رہتی ہے -

مگر ایک بڑا نقص ہمارے معلومات متعلقہ جو شمسی میں یہ ہے کہ ہمکو اوس کی وسعت کا حال مطلق معلوم نہیں ' اور نہ کسی موجودہ آلہ کی مدد سے معلوم ہونے کی اولی امید ہے - ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرص کہانتک ہے ' اور جو اس قدر ہے ؟ بلکہ اگر حکیم (آگست اشمط) کا قول تسلیم کیا جاے تو ماننا پڑتا ہے کہ قرص کوئی شے ہی نہیں ' محض ایک مرئی دھوکا ہے - اگر یہ تھیوری صحیح ہے تو اسکی دریافت کا سہرا مرحوم (غالب) کے سر ہے جو پہلے ہی کہہ گیا ہے :

ہیں ستارے کچھہ ' نظر آتے ہیں اچھہ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا !

المسئلة والمناظرة

" حظ و کرب " یا " لذت و الم " ؟

(۱)

(مسٹر عبد الماجد بی - اے - از لکھنؤ)

۶ - اگست کے پرچہ میں جناب نے پھر حظ و کرب کے مسئلہ کو چھیڑا ہے ' اور اس سلسلہ میں وضع اصطلاحات علمیہ کے متعلق کچھہ علم مواعظ بھی ارشاد فرمائے ہیں جو باعث صد مشکوری ہیں - یہ شاید عام دستور ہے کہ مدعی کو آخری جواب کا حق حاصل ہوتا ہے ' پس اگر میں اس عام قاعدہ سے فایدہ اٹھاکر جناب کے ارشادات کے متعلق دوبارہ کچھہ گذارش کروں تو غالباً اپنے حدود سے تجاوز کرنے کا مجرم نہ قرار پاؤں گا -

میں جواب و جواب الجواب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کرکے اس مسئلہ کی مناظرانہ حیثیت نہیں پیدا کرنی چاہتا ' تاہم چونکہ میرے نزدیک ایک علمی سوال کے حل کرنے میں جناب کو بعض غلط فہمیاں ہو رہی ہیں ' میں ان کا اظہار اپنے اوپر فرض جانتا ہوں ' علی الخصوص اس حالت میں کہ اس کا تعلق براہ راست مجھہ سے بھی ہے -

جناب کا یہ ارشاد نہایت ہی صحیح ' اور ایک نا قابل انکار حقیقت پر مبنی ہے کہ میں مثنوی زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھہ رہا ہوں - لیکن غالباً بیجا نہ ہو' اگر میں بھی ایک مساوی درجہ کا مبنی علی الحقیقت دعوی جناب کے گوش گذار کروں ' اور وہ یہ ہے کہ میں عربی میں نہیں بلکہ اردو میں کتاب لکھہ رہا ہوں ' اور اسلیے مجھے یہ بار بار یاد دلانا کہ " عربی زبان و علوم میں لذت و الم بعینہ اسی پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے' جسکا میں متلاشی ہوں " مجھے ایک قطعی غیر متعلق بحث چھیڑ دینے کی ترغیب دینا ہے -

سوال یہ ' اور صرف یہ ہے ' کہ (Pleasure) اور (Pain) کا صحیح تر مفہوم اردو میں کون سے الفاظ ادا کرتے ہیں ؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم - اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب ' آپ اپنے دعوی پر عربی لغت سے حجت لاتے ہیں ' اور میں اپنی تائید میں اردو محاورہ و لغت کو پیش کرتا ہوں - آپ اردو لغات سے استشہاد کرنے پر اظہار افسوس کرتے ہیں ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ افسوس ناک یہ امر ہے کہ خود اردو بولنے والے اردو الفاظ کی تحقیق کے لیے عربی لغات کی جانب رجوع کریں - آپ حیرت سے فرمائینگے ' کہ حظ و کرب تو خاص عربی الفاظ ہیں ' انہیں اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ لیکن عرض یہ ہے کہ جس وقت وہ اردو عبارت میں استعمال کیے جارہے ہیں ' وہ یقینا اردو ہیں ورنہ اگر آپ کے اس اصول کو وسعت دی جاے ' کہ ہر اردو لفظ کی تحقیق ' اُس زبان کے لغت سے کرنی چاہیے ' جس سے وہ آیا ہے ' تو اردو کے پاس باقی ہی کیا رہ جاتا ہے ؟

اصل مسئلہ ختم ہوگیا ' رہا یہ سوال کہ اہل فارس ' لذت و حظ کو مرادف سمجھتے ہیں یا نہیں ؟ تو مجھے اس بحث سے اس موقع پر کوئی واسطہ نہیں ' اسلیے کہ میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ میری کتاب جس طرح عربی میں نہیں ' اسی طرح فارسی

میں بھی نہیں - لیکن چونکہ جناب اسی پہلو پر خصوصیت کے ساتھہ زور دے رہے ہیں ' یہانتک کہ جناب کو محض اسی کے اسطے اپنے پہلے دعوی میں ' جو (بہ قول جناب ہی کے) احتیاطاً اور حفظ آداب تحریر پر مبنی تھا ' ترمیم کرنا پڑتی ہے ' اسلیے مجھے بھی مجبوراً کچھہ عرض کرنا پڑتا ہے - جناب ایک ایسے لہجہ میں جو بہ ظاہر تنقید و تنقیح سے ارفع معلوم ہوتا ہے ' ارشاد فرماتے ہیں :

" اب میں مسٹر موصوف کو یقین دلاتا ہوں ' کہ فارسی میں کبھی کوئی پڑھا لکھا آدمی حظ کو لذت ' کے معنی میں بولنے کی افسوس ناک غلطی نہیں کر سکتا - حظ فارسی میں بھی ہمیشہ حصہ اور نصیب کے معنے میں بولا جاتا ہے "

اور اس کے ثبوت میں غالب کا ایک شعر پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں جس میں حظ کو حصہ کے معنے میں استعمال کیا گیا ہے - اس سے قطع نظر کرکے ' کہ منطقی حیثیت سے یہ دلیل آپکے دعوے کے لیے کہاں تک مفید ہے ' مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ واقعات اس قطعی اور غیر مفید فیصلہ کی تائید نہیں کرتے - افسوس ہے کہ بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں ' ورنہ غالباً بہ قید صفحہ و سطر میں یہ بتا سکتا کہ فارسی کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنے میں استعمال کرنے کی " افسوسناک غلطی " کی ہے - خوش قسمتی سے غیاث اللغات میز پر موجود ہے - اس کی عبارت یہ ہے : " حظ بہرہ و نصیب و در بہار عجم نوشتہ کہ فارسیاں بہ معنے خوشی و خرمی استعمال کنند " (صفحہ ۱۷۴ مطبوعۂ کانپور)

اس سے بڑھہ کر یہ کہ مستشرقین یورپ کے فارسی لغات جس قدر میری نظر سے گزرے ہیں ' اُن سب میں حظ کے معنے یا تو صرف " مسرت " کے دیے ہیں ' اور یا اُسکے یہ معنی ' منجملہ دیگر معانی کے تحریر کیے ہیں ' لیکن ایسا کوئی لغت نہیں گزرا ' جس میں حظ اور لذت کو مرادف قرار دینے کی افسوسناک غلطی نہ کی گئی ہو - آپ کی تشفی کی غرض سے میں چند لغات کی اصل عبارتیں درج ذیل کرتا ہوں ' اور اگر ضرورت ہوئی ' تو اس سے زائد شواہد حاضر کرنے کو تیار ہوں - پروفیسر پامر ' جو کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں ' اپنے مختصر فارسی ' انگریزی لغت میں لکھتے ہیں :

" حظ (hazz). Pleasure; Delight. حظ کردن To Enjoy" (Concise Persian Dictionary) P. 199 - 200

یعنی 'حظ ' بہ معنی ' لذت و مسرت اور 'حظ کردن ' بہ معنی لطف اُٹھانا -

ڈاکٹر ویکنس ' جنکا فارسی ' عربی لغت ' رچرڈسن کے مشہور و مستند لغت سے ماخوذ ہے ' لکھتے ہیں :

" حظ (hazz). Happiness" (Wilkin's Persian Arabic and English locubvary".) p. 226.

اس میں میں نے اقتباس نہیں کیا ' بلکہ اس نے حظ کے معنی ' صرف " مسرت " کے دیے ہیں -

مشہور محقق ' ڈاکٹر استین گاس ' اپنے مبسوط لغت میں فرماتے ہیں :

" حظ (hazz). Being blessed with prosperity, ... good fortunes; happiness; pleasure; delight; flavour; taste; a part, portion .... حظ ذاتی , The fading pleasure; حظ کردن To enjoy; حظ نفسانی Sensnal pleasure" (Stringass's Persian and English Dictionary). p. 423.

" یعنی حظ ' کے معنی ہیں جائداد و دولت سے خوش بخت ہونا ' ... مسرت ' لذت ' انبساط ' ذائقہ ' مزہ ' حصہ ' ٹکڑا ' وغیرہ حظ ذاتی ' یعنی فنا ہونے والے لذات - حظ کردن ' یعنی لطف اُٹھانا - حظ نفسانی ' یعنی لذات حسی "

غور فرمائیے کہ یہ اہل لغت ' نہ صرف " حظ " کو لذت کے معنے میں استعمال کرتے ہیں ' بلکہ اس سے جتنے تراکیب پیدا کرتے ہیں ' (حظ ذاتی ' حظ نفسانی ' حظ کردن ' وغیرہ) اُن سب میں بھی حظ کے معنی لذت اور صرف لذت کے لیتے ہیں -

آخر میں یہ کہنا باقی رہ گیا ہے ' کہ میں ایک مدت کی سعی و تلاش کے بعد ' جو اگرچہ یقیناً محدود تھی ' مگر شاید نا قابل لحاظ نہ تھی ' اس نتیجہ پر پہنچا تھا ' کہ مسلمانوں نے اصناف فلسفہ میں سے صرف دو چیزوں کو ہاتھہ لگایا تھا ' الہیات اور منطق قیاس ' اور اس لیے فلسفہ کی جدید شاخوں مثلا منطق استقراء نفسیات (Psychology) ' علمیات (Epistemology) ' جمالیات (Æsthetics) اور اخلاقیات اپنے جدید معنی میں (Ethics) وغیرہ ' کے متعلق عربی زبان میں مواد موجود نہیں ' لیکن آج مجھہ سے یہ باور کرنے کے لیے ' کہا جاتا ہے کہ :

" فلسفہ میں بہتر سے بہتر صحیح عربی الفاظ مل سکتے ہیں ' بہ شرطیکہ تلاش کیے جائیں " -

یہ دعوی میرے لیے جس قدر حیرت انگیز ہے اس سے زیادہ مسرت انگیز ہے ' بہ شرطیکہ ' اس کی تائید واقعات کی زبان سے ہو ' اور اگر الہلال کی کوششوں سے اس سخت غلط فہمی کا پردہ میرے اور مجھہ جیسے صدہا ناواقفوں کے سامنے سے اُٹھہ جاے تو بلاشبہ یہ اسکی ایک قابل لحاظ علمی خدمت ہوگی -

(۲)

—:*****:—

جناب خان بہادر سید انور حسین صاحب

جناب والا ! حظ و کرب اور لذت و الم کے مقدمہ میں اگر میری گواہی کچھہ وقعت رکھتی ہو تو آپ اپنا گواہ مجھکو قرار دے سکتے ہیں ' اگرچہ مجھکو شبہ ہے ' راحت و الم کہوں یا لذت و الم ؟ مسٹر عبد الماجد صاحب سے چند روز ہوے الہ آباد میں مجھے ملنے کا شرف حاصل ہوا تھا ' اور میں نے اُن سے درخواست کی تھی کہ تحریر مضامین فلسفہ کے لیے ایک فرہنگ کی ضرورت ہے - اُنہوں نے کچھہ مشکلات بیان کی تھیں ' اور اُنکا فرمانا بجا تھا - درحقیقت بڑا کام ہوگا اگر مسٹر ممدوح ایک مجموعہ الفاظ یکجا کرلیں ' اور مغربی خیالات کو اُردو میں لکھنے میں مدد ملے -

معلوم ہونا چاہیے کہ الفاظ حظ و کرب یا لذت و الم کن انگریزی لفظوں کے مقابلے میں تجویز کیے جاتے ہیں - غالباً پین اینڈ پلیژر - مسٹر ماجد علی صاحب کا ایڈرس ارشاد ہو تو ارادہ ہے کہ اُن سے مراسلت کروں -

غبطۃ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی - خدا بخش خان کے کتبخانہ کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحہ ۵۶ قیمت صرف ۸ - آنہ علاوہ محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رہگئی ہیں - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ - بیکر ہوسٹل ڈاکخانہ دھرمتلہ - کلکتہ -

(۳)

(خدا بندہ - از جونپور)

الہلال مورخہ ۶ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع ' اور شاید اس سے قبل کے دو مختلف و متفاوت الاوقات نمبروں میں "حظ و کرب" کی ایک دل آویز ادبی بحث شائع ہوچکی ہے ' اس دائرے میں میرا نقطہ نظریہ ہے :

(۱) عربی و فارسی میں فی الواقع "حظ" کا صحیح استعمال "لذت" و "راحت" کے لیے نہیں ہوا ' اور نہ ہوسکتا ہے ' اردو میں بے شبہ یہ استعمال آجکل مروج ہے ' لیکن اساتذۂ لغت کا ہنوز اس پر اجماع نہیں ' پھر کیا ضرور ہے کہ علمی اصطلاح کی ترجمانی کے لیے زبان میں جب ایک صحیح لفظ موجود ہے تو اس پر غیر صحیح کو ترجیح دی جائے ؟

(۲) افسوس ہے کہ فارسی زبان کا کوئی معتمد و قابل استناد لغت نہ مرتب ہوا اور نہ موجود ہے ' ایک "شرفنامہ" تھا ' مگر اب تک شائع ہی نہیں ہوا ' رشیدی ' جہانگیری ' برہان ' مؤید الفضلا ' اس فن کی متداول کتابیں ہیں ' ان کی یہ حالت ہے کہ مشاہیر شعرا کے کلام سے لغت کا استقرا کرنے میں کنایات و استعارات و تشبیہات کو بھی لغت سمجھ لیتے ہیں ' بلکہ بعض اوقات نسق کلام کے خصوصیات کا ایک جداگانہ لغت فرض کرلیتے ہیں ' اہل زبان آجکل کے "تولیے" کے مفہوم کو "آبچین" سے ادا کرتے تھے ' اس معنے میں عمومیت تھی ' اس میں کوئی تخصیص نہ تھی ' لغت آفرینوں کو شاہنامۂ فردوسی میں یہ مصرع مل گیا کہ :

ندارم بہ مرگ آبچین و کفن

موقع و محل کے سیاق نے ان کو مجبور کیا کہ اظہار تنوع کے لیے ایک مستقل لغت قائم کردیں ' آبچین کے معنے اب اس خاص تولیے کے لیے گئے جس سے میت کو غسل دینے کے بعد لاش کو پونچھتے ہیں ' غرض کہ ایسے ایسے بکثرت شتر گربہ ' موجود ہیں جن پر نظر پڑنے کے بعد اس قسم کی کتابوں سے اعتماد اٹھ جاتا ہے -

(۳) اس گروہ کے بعد ایک اصطلاح آفریں گروہ پیدا ہوا جس کے سرخیل ایک ہندو کایستھ (لالہ ٹیک چند مولف بہار عجم) اور ایک مسلمان افغان (خان آرزو مولف سراج اللغہ) تھے ' ان بزرگوں کی وسعت نظر او تتبع غریب کی یہ کیفیت ہے کہ "بنگالا" کا ایک لغت قائم کرتے ہیں اور پھر "بنگالہ" سے تطبیق دینے کے لیے اخذ و رد کرتے ہیں ' ایک ایرانی شاعر نے ایک سلام ظریفی کے موقعہ پر کہا تھا : یہ از رانیاں ہندوستاں ' اس کا دوسرا مصرع نہایت سخیف تھا ' اس میں ہندی زبان کے ایک فحش لفظ کو کسی قدر غلطی کے ساتھ نظم کیا تھا ' لغویین نے یہ تو اعتراض کردیا کہ ایرانی ہوکر ہندوستان کی صحیح زبان سے واقف نہیں ' مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ مسلمان ہوکر شاعری کی لطافت وطہارت کو فحشاء و منکر سے آلودہ و ملوث کررہا ہے ' صائب کا شعر ہے :

نشاط عمر ملاقات دوستداران است
چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا ؟

میرے پاس دیوان صائب خود مصنف کے عہد کا موجود ہے اور اس میں یہ شعر یوں ہی مذکور ہے ' از روے فن بھی اس کی تائید ہوتی ہے ' لیکن اتفاق سے ان بزرگوں کو جو نسخہ ملا اس میں شعر یوں تھا :

نشاط عمر ملاقات دوستداراں است
چہ حظ ندد خضر از عمر جا وداں تنہا ؟

مفہوم تبدیل ہونے کے لیے اتنی تبدیلی کافی تھی ' حظ کے معنے لذت و راحت کے بن گئے -

(۴) سب سے آخری جماعت فرہنگ اندراج کے ہم صفیروں کی ہے جن کی تخلیق کا مادہ زیادہ تر نولکشور پریس نے بہم پہونچایا تھا ' اس جماعت کے امام ملا غیاث الدین رامپوری (مولف غیاث اللغات) تھے ' جن کے تبحر کا یہ عالم ہے کہ "سفسطہ" کو "سقسطہ" فصل القاف میں لکھتے ہیں "فوارہ" کو "پھوارا" کا معرب بتاتے ہیں "نگ" کو فارسی سمجھ کر "نگین" کا مخفف کہتے ہیں ' و نحو ذلک ' عہد جدید کی ایرانی تالیف "فرہنگ انجمن آرای ناصری" کو تحقیق سے لکھی گئی ' مگر اس کا ماخذ بھی زیادہ تر رشیدی وغیرہ ہیں ' ظاہر ہے کہ فن لغت میں ایسی کتابوں کی کیا وقعت ہوسکتی ہے ؟

(۵) ایک نیا لغت نویس فرقہ مستشرقین فرنگ کا پیدا ہوگیا ہے جن میں دو عجیب اضداد مجتمع ہیں :

(الف) یہ فرقہ اتباع و تقلید سے ایک قدم آگے نہیں بڑھتا ' حتی کہ اغلاط میں بھی اس کا طرز عمل تقلید کو فرض سمجھتا ہے -

(ب) یہ فرقہ اتباع و تقلید کو نہایت مذموم سمجھتا ہے ؛ خود اجتہاد کرتا ہے ' مگر اس اجتہاد سے جو بات پیدا ہوتی ہے وہ بسا اوقات مغربی ہو تو ہو مگر مشرقی تو کسی طرح نہیں ہوسکتی

اس فرقے کے شغف علمی و سعی تحقیق و نشر علوم و آثار کا میں جس قدر احسانمند ہوں اسی قدر اس کی بے معنے بلند پروازیاں اذیت دیتی ہیں ' جن کی مفصل تشریح بشرط فرصت ایک جداگانہ مضمون میں کرونگا -

(۶) آپ کا یہ بیان شاید زیادہ مبالغہ آمیز نہوگا کہ تلاش کرنے سے جدید ترمیں علوم و فنون کی ان اصطلاحوں کے لیے بھی جن کا مفہوم بالکل ہی نیا ہے ' عربی زبان میں بہت سے الفاظ مل سکتے ہیں ' میں اس ذیل میں فرانسیسی زبان کے بعض علمی مصطلحات کو بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو اپنی تکوین کے ساتھ ہی عربی لباس میں آلئے ہیں ' مثلاً :

(۱) ثروت	Patrimoine: ... ...
(۲) اشیای مثالی و قیمتی	Choses fonegibles & Ch. Non fonigbles : ... ...
(۳) حق مسیل	Servitude d'aqueduc & Serv. d'ecoulement des eaux : ... ...
(۴) ید	Possession / Occupation
(۵) استیلاء	Occupation / Appropriation
(۶) التصاق	Accession : ... ...
(۷) موجبہ و سالبہ	Presc. extinctive, Prescription Acquisitive : ... ...
(۸) حکمی	Interruption Civile—Civile :
(۹) استرجاع	Action Paulienne : ...
(۱۰) استصناع	Louage d'industrie : ...
(۱۱) ودیع	Depositaire : ...
(۱۲) ودیعۂ ناقصہ	Depot irregulier : ...
(۱۳) ودیعۂ جاریہ	Depot d'hotellerie : ...
(۱۴) حیازت	Gage : ...

شؤن داخلیہ

مشہد کانپور

رویت و روایت

کلکٹر کانپور نے بلوے کے شہیدوں کی تعداد صرف بائیس دکھائی ہے - یہاں کے عام مسلمانوں کے خیال میں اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے' اس خبر کو عام شہرت حاصل ہے کہ اکثر زخمی بھی شہید کردیے گئے' اور انکو ٹھیلوں پر لادکر لیجا کے دریا میں بہا دیا - یہاں پر اکثر مقاموں سے جو بیرسٹر آئے ہیں' وہ ان خاص خاص لوگوں سے کچھہ معمولی طور پر حالات دریافت کرتے ہیں' جو نہ موقعہ واردات پر موجود تھے اور نہ بعد میں پہونچے - آپکو معلوم ہے کہ جو دلی خیرخواہ لیڈر قوم کے تھے سب حوالات میں بھردیے گئے' اور جو باقی ہیں وہ بیچارے قانونی شکنجے میں ایسے کھینچے ہوے ہیں کہ ذرا ہاتھہ پانوں ہلائیں اور حوالات کے سپرد کردیے جائیں کہ یہ اشتعال میں شریک تھے' گو وہ یہ کرسکتے ہیں کہ جو بیرسٹر صاحبان تشریف لاتے ہیں انکی توجہ اسطرف مبذول کرادیں - اکثر شہید مسجد متنازع کے قرب و جوار کے ہیں' اگر دس آدمی چاہیں تو تین گھنٹے میں اسکا پتہ لگاسکتے ہیں' اور اس بنا پر مقدمہ کو تقویت ہوجائیگی - سر بیرسٹروں کے یہاں آنے کی خبر ہے - پانچ چھہ بیرسٹر واقعہ کے دوسرے دن سے یہاں پر موجود ہیں' مگر اسکی کسی کو فکر نہیں - ایک آیا دوسرا گیا - برابر یہ کیفیت ہے تار نہیں ٹوٹتا'

سرکاری بیان پر ہم جرح نہیں کرنا چاہتے' لیکن دوسرے جانب کیا خود مظلوموں کا یہ بیان نہیں ہے کہ اصل میں یہ بلوا پولیس کے تشدد سے ہوا - مسلمان صرف جھنڈے کو مسجد کے منہدم حصہ پر نصب کرنے گئے تھے - پولیس کو خیال پیدا ہوا کہ یہ مجمع شروع ہوگیا مسجد بنانے کی غرض سے آیا ہے' اسنے تشدد شروع کیا' یہاں بھی جوش میں کب خیال تھا - ترکی بہ ترکی جواب - اہل پولیس بھاگ کھڑے ہوئے - کوتوال شہر آئے اور طرفین سے اینٹوں کا مینھہ برسایا گیا - کوتوال بھی وہاں سے غائب ہوئے - پھر کلکٹر صاحب مع سواروں اور پیادوں کے آئے' اور انہوں نے دور ہی سے فیر کا حکم دیا - دو یا تین فیر اوپر کیطرف کرکے پھر بلوا کرنے والوں کیطرف فیر کیے جانے لگے' اینٹوں سے ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا - پھر کہاں بندوق اور برچھے اور کہاں اینٹ کی بوچھار - پندرہ منٹ کے اندر لاش پر لاش گرگئی - مگر قدم پیچھے نہیں ہٹایا - سب اسی جگہ شہید اور زخمی ہوکر گرپڑے' تماشائی کئی ہزار کی تعداد میں جمع تھے' یہ کیفیت دیکھکر بھاگے -

کیا یہ واقعہ نہیں کہ سوار آگے بڑھے جو لوگ مسجد بنا رہے تھے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا' اور گلیوں اور گھروں میں گھس کر جو تماشائی بھاگے جاتے تھے انپر بھی حملہ کیا - اکثر بھاگ گئے' اکثر زخمی ہوئے اور مرے - جن میں کئی ہندو تھے -

کیا یہ اتہام کہ کلکٹر نے کوئی زیادتی نہیں کی' اور مسلمانوں کا پہلے سے بلوے کا ارادہ تھا' اور ایک مولوی نے مسلمانوں کا جوش بہت بڑھا دیا' بالکل جھوٹ نہیں ہے ؟

کیا کلکٹر نے گرفتاران بلا کو سخت اذیت نہیں دی ؟ - یعنی بندوق کے کندوں سے اکثر کو نہیں پٹوایا' اور سخت و سست نہیں کہا ؟

ممکن ہے یہ واقعات غلط ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ صحیح نکلیں' لیکن گورنمنٹ کو غور کرنا چاہیے کہ ایسی حالت میں کہ عامۃ الناس' حکام کانپور کو ایک فریق سمجھہ رہے ہیں' کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک خاص غیر سرکاری کمیشن کے ذریعہ سے جسکو عام اعتماد حاصل ہو' ان معاملات کی تحقیق و تفتیش کرائی جاے ؟

اگر مسلمانوں کا پہلے سے ارادہ ہوتا تو تیس ٣٠ - پینتیس ٣٥ - ہزار آدمی شہر میں موجود تھا انکو لانے میں کونسا امر مانع تھا ؟ اور کچھہ نہیں تو ایک ایک ڈنڈا ہی لیتے آتے' یا جو جس کے پاس ہوتا - مولوی صاحب نے کون سی بات خلاف قانون کہی تھی ؟ انہوں نے کیا یہی نہیں کہا تھا کہ "یہ ایک چانس ہم اور سرکار کو دیتے ہیں' اگر ابکی بھی ہماری آرزوئیں بوٹ کی ٹھوکروں سے پایمال کردی گئیں تو ہم خود مسجد بنانے کی کوشش کرینگے" - (ناظر)

(٢)

کانپور کے شفاخانے میں ایک زخمی بچہ تڑپ رہا ہے - ٣ - اگست کے مقتل میں یہ مجروح ہوا ہے' اور اب اس وقت بڑی بے تابی سے اپنی ماں کو یاد کرکے کہہ رہا ہے :

اے میری پیاری اماں ! تو اسوقت کہاں تھی جسوقت زہر کی بجھی ہوئی چھری میرے اس ننھے سے جسم میں تیر کی گئی تھی' اور میں اپنے خون میں لوٹ رہا تھا - ہاے تو اسوقت ہوتی تو کیا کرتی ؟ مجھے گود میں لے لیتی' اور میرا خون ناحق جو تو نے ١١ - برس سے اپنا خون پلا پلا کے پالا تھا اپنے دوپٹہ سے پونچھتی جاتی' مگر اچھا ہوا کہ تو نہ ہوئی - اب میرے زخموں کا درد جو میرے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ جانے سے اور بھی بڑھ گیا ہے مجھے ایک لمحہ بھی چین نہیں لینے دیتا - ایک سنگین کا زخم کاری جو میرے پہلو میں ہے' یہی کمبخت مجھے کچھہ ساعت کا مہمان بنائے ہوئے ہے - اے میری ماں ! آ اور میرا آخری دیدار کرلے' مگر ہاے ! تو یہاں کیسے آسکتی ہے ؟ سنگینوں کے پہرے میں میں دم توڑ رہا ہوں - میں جانتا ہوں کہ تیرے کلیجے میں آگ لگی ہوگی' مگر گھبرا نہیں' میرا خون ناحق وہ خون نہیں ہے جو مسٹر ٹائلر کے دامن سے بغیر میرا خونبہا لیے ہوے دھل سکے -

اے ہندوستان کے مسلمانو ! تم اگر دیکھہ سکتے ہو تو میرے پاس آؤ' تمہاری قوم کا ایک ١١ - برس کا بچہ دم توڑ رہا ہے - میں اسوقت اپنے رسول کی گود میں ہوں' تمہاری قومی ہمدردی کا آنحضرت سے تذکرہ کرونگا - میں نامراد اسوقت دنیا سے جا رہا ہوں - میرے ننھے ننھے ہاتھوں سے میرا سلام لو' میری بس یہی خواہش ہے کہ تم اپنی اُس مچھلی بازار کانپور کی مسجد کو جس پر میرے خون کی چھینٹیں ابتک نمایاں ہیں' ہاتھ سے نہ جانے دو - تم ڈرو نہیں' میرا پیغام لیڈی ہارڈنگ کو پہونچا دو جنہوں نے ٤ - جون کو اعلان کیا تھا کہ جسقدر ننھے ننھے یتیم بچے اور بیکس لڑکے ہیں میں انکی ماں ہوں - کیا میری ماں یہ سکے چپ ہو جائیگی کہ اسکا ایک بچہ مسٹر ٹائلر کے ظالمانہ حکم کی بدولت چور چور کردیا جاے' اور وہ کچھہ نہ کرے جبکہ سب کچھہ کرسکتی ہے - اے قوم اگر تونے جائز طریق پر کچھہ نہ کیا اور چپ ہورہی تو میرے خون کی جوابدہ روز قیامت ہوگی - انا للہ و انا الیہ راجعون -

(نیاز - فتحپوری)

(۳)

کانپور سے میں ابھی واپس آیا ہوں ' مجھے افسوس ہے کہ بلوائے کانپور کے متعلق اکثر نہایت ضروری واقعات اخبارات میں نہیں آئے ہیں ' درحقیقت اب تک جو کچھہ شائع ہوا ہے اسکے پڑھنے سے اون ہیبت ناک واقعات کا صحیح اندازہ ہونا ممکن ہی نہین جو ۳ - اگست کو کانپور میں پیش آئے ہیں -

مسجد میں داخل ہوتے ہی جو چیز پہلے نظر آتی ہے وہ محراب والی یعنی مسجد کی پشت والی دیوار پر گولیوں کے نشانات ہیں' یہ نشانات اکثر چھت کی سطح زیریں پر بھی نظر آتے ہیں ' لیکن جو بات سب سے زیادہ توجہ کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ مسجد کے اندر بھی محراب مسجد سے ۶ - ۷ فٹ کے فاصلے پر دونوں جانب گولیوں کے بے شمار نشان ہیں ' بظاہر یہ کسیطرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نشانات بیرون مسجد سے چلائی ہوئی گولیوں کے ہوں' یہ نشانات اوسی صورت مین پڑسکتے ہین کہ پولیس نے اندر آکر فیر کیے ہون -

خون کے نشانات اور بڑے بڑے چکتے بہت سے دیکھے گئے ' مسجد مین داخل ہوتے ہوے ممکن نہین کہ اوس خون آلودہ نشان پر نظر نہ پڑے جو چوکہٹ کے اوپر کے حصہ پر پڑا ہوا ہے ' یہ خون آلودہ نشان اس امر کی مزید شہادت ہے کہ خدا کے گھر مین تعدی و خون ریزی کیگئی - موقع پر مسلح پولیس کی خونریزی اس منظر کی ہیبت مین اور بھی اضافہ کرتی ہے ' مگر ساتھہ ہی دیکھنے والے کو اوس مشہور مثل کی صداقت بھی جتاتی ہے کہ " گھوڑے کی چوری ہو جانے کے بعد اصطبل کے دروازہ مین قفل ڈالنا بے سود ہے " -

اگر مسٹر ٹائلر پہلے ہی احتیاط سے کام لیے ہوتے اور مسجد کی طرف مسلح پولیس متعین کردیے ہوتے تو غالباً بلوہ ہی نہ ہوتا ' آخری چیز جو مسجد مین مجھے دکھالی گئی وہ چند دریان تھین جو اون مقتولین و مجروحین کے خون مین ڈوبی ہوئی ہین جن پر مجسٹریت کے حکم سے فیر کیے گیے -

مسٹر ٹائلر کی عنایت سے میں جیل اور ہسپتال میں بھی جاسکا' میں نے مولانا آزاد سبحانی اور اون کے دوستوں کو جیل کی تکلیف دہ زندگی میں روزہ دار اور مطمئن و بشاش پایا ' بہت دیر تک ان صاحبوں سے باتیں ہوتی رہیں ' میری روانگی سے کچھہ پہلے مولانا آزاد نے اپنے ہندوستانی هم مذہبوں تک پہونچانیکے لیے مجھے ایک پیغام دیا ' اونھوں نے فرمایا کہ " مہربانی کرکے مسلمان بھائیوں سے کہدیجیے کہ وہ ہماری رہائی کی فکر میں اپنے اپکو پریشان نہ کریں بلکہ مسجد کی حفاظت کے لیے کوشش کریں " - کل ایک سو پانچ مسلمان اس جیل میں زیر حراست ہیں جن پر مقدمہ چلایا جانے والا ہے -

جیل سے میں ہسپتال گیا جہاں عمارت کے ایک گوشہ میں ۳ - اگست کے زخمی پڑے ہوے ہیں' ۱۰ - تاریخ کو جب میں اون لوگوں کو دیکھنے گیا ہوں اونکی تعداد ۲۵ - تھی ' انمیں سے دو (اشفاق الہی - نور الہی) محض بچے ہیں' ایک ۱۱ سال کا ہے اور دوسرا ۱۳ - برس کا ہے ' اشفاق الہی کے دماغ میں گولی لگی ہے ' جسکے صدمہ سے وہ لب گور تھا ' ڈاکٹر نے مجھہ سے کہا کہ نور الہی بھی چند گھنٹوں کا مہمان ہے - وہ بڑا دردناک منظر تھا جب میں نے ان دونوں بچوں کو برابر برابر دو چارپائیوں پر پڑے ہوئے دیکھا ' اشفاق الہی بالکل بے ہوش تھا - لیکن نور الہی کی بہکی ہوئی باتیں سننے والے کو یہ بات یاد دلاتی تھیں کہ حکومت برطانیہ کی تاریخ میں کبھی کسی مجمع پر ' خواہ یہ ہی صورت واقعہ ہو جو کانپور میں پیش آئی یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو ' اس طرح گولیاں نہیں چلائی گئی ہونگی -

سنہ ۱۹۰۷ ع میں جو بلوہ کلکتہ میں ہوا تھا وہ ہم میں سے اکثروں کو اچھی طرح یاد ہوگا ' بقرعید کے موقع پر کلکتہ و تنارلی کے بارے تو اوسی زمانہ میں ہوئے ہونگے جب سر جیمس مسٹن گورنمنٹ کے سکریٹری مالیات تھے ' لیکن کیا اس طرح کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریت اور تنارلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریت نے بلوائیوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا جس طرح ہز مجسٹی کی رعایا مجسٹریت کانپور کے حکم سے ذبح کی گئی ؟

اس بے رحمی سے تو میرے خیال مین کبھی بندر بھی نہ مارے گئے ہونگے -

مین اپنے موضوع سے دور ہوگیا ' مین نے زخمیوں کے زخم دیکھے اون مین سے جو کوئی گفتگو کرسکتا تھا اوس سے مین نے دریافت کیا کہ اوس نے کیونکر اور کس صورت مین زخم کھایا ہے ؟ مجھے اسکی ضرورت نہین ہے کہ عدالت کے فرائض اپنے ذمہ لے کر یہ بیان کروں کہ یہ لوگ کس طرح اور کیوں اوس وقت مسجد کے نزدیک موجود تھے ؟ لیکن کیا یہ امر قابل غور نہین ہے کہ بہت سے لوگ جنکے چھرے لگے تھے چھریاں کھا کر بھاگے ' پولس نے اون پر سختی سے حملہ کیا اور کرچوں ' بھالوں ' اور سنا تو ہے کہ تلواروں تک کا استعمال نہایت آزادی کے ساتھہ کیا گیا ' اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ محض بندوق ہی سے کام لیا گیا ' مگر کوئی امر اس سے زیادہ حقیقت واقعہ سے بعید نہین ہوسکتا -

اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گولیاں چلانے کے بعد بھی پولس نے بھالوں اور کرچوں وغیرہ سے مجمع پر نہایت وحشیانہ حملہ کیا ' اگر زخمیوں کے بیان کو صحیح مانا جاے تو پولس کا یہ حملہ نہایت سخت اور وحشیانہ تھا -

اگر مجروحین کے بیان سے قطع نظر بھی کرلی جاے تب بھی زخمیوں کی جو کیفیت تھی اوس کے دیکھنے سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زخم ایسے لوگوں کے لگائے ہوے ہین جو جوش انتقام کی آگ سے شرر بار ہورہے تھے ' بھالوں اور بندوقوں کے کندوں کے زخم اکثر پشت اور سر کے پچھلے حصوں پر تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں پر اسوقت وار کیا گیا جبکہ وہ بھاگ رہے تھے -

باوجود اسکے ہز آنر ہمارے افسروں کی انسانیت سے بہت متاثر نظر اتے ہیں ' اسی طرح پولیس کے اس طرز عمل سے کہ " بلوے کے فرو ہوتے ہی اونھوں نے نہایت فراخ دلی سے مجروحین کی مدد کی اور اوس حالت میں جو کچھہ آرام اونکو پہونچانا ممکن تھا وہ پہونچایا " اور پھر اس طرز عمل سے کہ " مجسٹریت اور سپرنٹنڈنت پولیس کی سرکردگی میں پولیس نے تمام اس قسم کے فضول افعال سے اجتناب کیا جن سے انتقام کی بو آتی ہے " ہز آنر متاثر ہوے بغیر نہیں رہے -

کیا کرچوں ' بھالوں ' لکڑیوں ' ڈنڈوں کا استعمال بھاگے ہوے لوگوں اور اون زخمیوں پر جو زخم کھاکر گرچکے تھے ایک ایسا فعل نہیں ہے جس سے انتقام کی بو آتی ہے ؟ چوتھی اور پانچویں اگست کو اپنے دوران قیام کانپور میں سنا ہے کہ ہز آنر تین مرتبہ ہسپتال تشریف لیگئے ' ہز آنر نے ذیل کے اشخاص کے زخموںکو بچشم خود دیکھا ہے :

عبدالواحد - عبد الشکور - اعظم خان - محمد خان - عطا حسین - عبد اللہ - امیر الدین - علاؤ الدین - بخت علی - اور سلیمان -

کیا زخمیوں کی حالت اور زخموں کا محل و موقع ہز آنر کے افسروں کی انسانیت کو ثابت کرتا ہے ؟ اور کیا زخموں کے دیکھنے کے بعد یہ

نہیں کہا جاسکتا کہ پولیس نے اپنے جذبات انتقام کی عنان ڈھیلی نہیں ہونے دی ؟ اگر ہم ایک شخص کو دیکھیں جسکے ارچھین ہوگئی ہوں، بندوقوں کے کندوں اور لاٹھیوں سے اوسکو زخمی کیا دیا ہو، درآں حالے کہ وہ پہلے ہی بندوق کے چھروں سے گرچکا ہو، تو اس سے پولیس کی انسانیت کا ثبوت تو کہیں نہیں ملتا -

باوجود اس کے کہ ہزآنر کا قول بھی ہے اور خیال بھی کہ " امن عام میں سخت اور غیر معمولی خلل واقع ہوا اور حکام اس امر پر مجبور ہوے کہ اوسکو روکنے کے لیے جسقدر پولیس اونکے پاس تھی اوسکو کام میں لائیں " ابھی تو یہی ثابت کرنا ہے کہ آیا امن عام میں خلل واقع ہوا بھی تھا یا نہیں ؟ جو زخمی مجھسے گفتگو کرنے کے قابل تھے اونکو تو یہ عام شکایت تھی کہ اونپر محض اسلیے فیر کیے گئے اور محض اسلیے انکو زخمی کیا گیا کہ اوس دن وہ اتفاقاً مسجد کے قریب موجود تھے، خیر یہ معاملہ تو عدالت میں طے ہوگا -

یہ سب گویا اوس برتاؤ سے خوش تھے جو حوالات میں اونکے ساتھہ کیا جارہا ہے لیکن پولیس کی " انسانیت " کی لمبی چوڑی داستانیں سناتے تھے، ہم نہایت زور و شور سے سن رہے ہیں کہ گرفتاریوں میں نہایت احتیاط برتی گئی ہے، لیکن جو کچھہ میں نے کانپور میں سنا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے کئی دن بعد تک نہایت ہیبت ناک حالت رہی، اس امر کا ثبوت خود مسٹر ٹائلر کا وہ اعلان امن ہے جو پانچویں چھٹی اگست کو انہوں نے شائع کیا ہے، اگر اہل شہر انتہائی خوف اور بد حواسی کی حالت میں نہ تھے تو اس قسم کے اعلان شائع کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟ بعض اخباروں کے کارسپانڈنس نے بلوے کے متعلق متعدد مسلمانوں سے ملاقات کی تاکہ حکام کے طرز عمل کی نسبت لوگونکے خیالات معلوم کریں، لیکن آپ امید کرسکتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ انتہائی ہیبت چھائی ہوئی ہو لوگونکے صحیح خیالات انکو معلوم ہوسکیں گے ؟ دراں حالیکہ اس قسم کے خیالات میں مسٹر ٹائلر کی جلد بازی اور بے پروائی پر حرف زنی ہوتی ہو ؟

یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ باوجود اس کے کہ بہت سے کابلی عیدگاہ کے جلسہ میں اور مسجد کے نزدیک موجود تھے، اور باوجود اس کے کہ وہ اشتعال انگیز گفتگو کر رہے تھے، اون میں سے کسی ایک شخص کے بھی ذرا سی چوٹ نہیں آئی اور نہ اون میں سے کوئی پکڑا گیا کانپور میں خیال یہ ہے کہ وہ کابلی خاص طور پر اس کام کے لیے متعین کیے گئے تھے کہ لوگوں کو بھڑکائیں اور بلوہ کرائیں، بہر صورت یہ ایک واقعہ ہے، جو اون لوگوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے، جو بلواے کانپور کے اسباب کی تحقیقات کریں -

اس سلسلے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مسٹر ٹائلر کے ذریعہ سے جو خود یقیناً ایک فریق ہیں، اس واقعہ کی تحقیقات پبلک کو ہرگز مطمئن نہیں کرسکتی -

جو لوگ بلوائی کہے جاتے ہیں صرف آنہیں کا طرز عمل اس قابل نہیں ہے کہ اوس کی تحقیقات کیجائے ؟ بلکہ مسٹر ٹائلر نے خود بھی کچھہ کم حصہ نہیں لیا ہے، اگر یہ خواہش ہے کہ تفتیش کرنے والوں پر پبلک بھروسہ کرے اور وہ الزامات کو غیر طرفداری کے ساتھہ تقسیم کردیں، تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، تاوقتیکہ گورنمنٹ سرکاری اور غیر سرکاری لوگونکا ایک ایسا کمیشن قائم نہ کرے جسمیں یورپین اور مسلمان دونوں ہوں، کمیشن کو پورے پورے اختیارات حاصل ہوں کہ وہ اوس بلویکے اسباب کی اچھی طرح تفتیش کرے، اور دیکھے کہ مسٹر ٹائلر کا یہ عمل یہانتک حق بہ جانب تھا کہ اونہوں نے فیر کرنے کا حکم دیا، اور پندرہ منٹ تک گولیوں کی بارش کو جاری رکھا، جس میں خود مسٹر ٹائلر کو اعتراف ہے کہ ۵۰۰ کارتوس استعمال ہوئے، انصاف اور اصول حکومت اسی کا متقاضی ہے کہ مسٹر ٹائلر ایک منٹ بھی کانپور نہ رہنے دیے جائیں، اس مبادلہ سے گورنمنٹ کی عظمت کو نقصان پہونچنے کا کوئی سوال پیش نہیں آسکتا - کسی کی خواہش نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اونکا درجہ توڑا جائے یا اون پر تہدید کیجائے، جب تک کہ اچھی طرح تفتیش کرنیکے بعد اونکا قصور ثابت نہ ہوجائے اونکا درجہ اسی طرح قائم رہے -

میں ہزآنر کی انصاف پسندی سے اپیل کرتا ہوں، وہ غور فرمائیں کہ آیا ایسی حالت میں کہ مسٹر ٹائلر ضلع کے حاکم اعلی رہیں کیونکر اون ۱۳۰ - آدمیوں کے حق میں، جو اسوقت زیر حراست ہیں، منصفانہ عدالتی کارروائی کی امید کیجا سکتی ہے ؟ اور باتوں سے قطع نظر کرکے بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ کیا اونکی موجودگی مقامی پولیس کو جائز اور نا جائز طریقوں سے ملزموں کے خلاف ثبوت بہم پہچانے کی محرک نہ ہوگی ؟ اب بھی شکایتیں کی جارہی ہیں کہ ایک ضرورت سے زیادہ کارگزار افسر پولیس نے گواہوں سے اپنی مرضی کے مطابق شہادت دلانے کے لیے جبر و تشدد سے کام لیا ہے -

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ایندہ ہمکو کیا کرنا ہے - کیا ہم ہاتھہ پر ہاتھہ پر رکھے رہینگے ؟ اور اون لوگوں کی لیے کوشش نکرینگے ؟ ہماری خودداری سے یہ امر بعید ہے کہ مقتولین کے پسماندہ ناچار و بے یار و مددگار رہیں، سب سے زیادہ اہم تو یہ سوال ہے کہ کیا ہم مسجد کے منہدم شدہ حصہ کی واپسی کیلیے تمام قانونی اور با قاعدہ کوششوں سے قطع نظر کرلیں ؟

ہم نے اس فیصلہ کے خلاف ہزآنر سے اپیل کی تھی، لکھنؤ میں ۱۵ آگست کو ہزآنر نے اس اپیل کی سماعت بھی فرمائی، جس کا نتیجہ ظاہر ہے، بدقسمتی سے اپیل کی سماعت سے پہلے ڈگری جاری ہو چکی تھی، فرض کرلیجیے کہ سر جیمس مسٹن مسٹر ٹائلر کے ہم آواز ہیں، تو کیا حضور وایسراے کو یہ اختیار سے نہیں ہے کہ کانپور میں ہمارے ساتھہ جو نا انصافی ہوئی ہے اوسکا مداوا کریں ؟ - کیا ہم وزیر ہند کی خدمت میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) نہیں بھیج سکتے جو ہمارے معاملہ کو انڈیا ہاؤس (دفتر وزارت ہند) کے سامنے پیش کرے ؟ کیا اوس دارالعدل میں بھی جسکا نام پارلیمنٹ برطانیہ ہے اور جس نے ہمیشہ سے، ہندوستان اور ہندوستانیوں کے ساتھہ انصاف کیا ہے، ہمارے ساتھہ انصاف نہ کیا جائیگا ؟ -

ہم کو عظیم الشان برطانی قوم کی عدل پروری اور انصاف پسندی پر بھروسہ ہونا چاہیے، ہمیں شورش جاری رکھنی چاہیے اور تمام قانونی اور باقاعدہ طریقوں سے اپنے مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے - اگر ہماری شکایات محض خیالی نہیں ہیں ؟ اگر منہدم شدہ حصہ اصل مسجد کا حصہ ہے ؟ اگر قانون اسلام کی رو سے کوئی وقف کسی دوسرے کام کے لیے منتقل نہیں کیا جاسکتا ؟ غرضکہ اگر ہمارے مولوی اور ماہرین قانون اسلام کو مسٹر ٹائلر اور مسٹر سم سے بہتر جانتے ہیں ؟ تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہم ضرور کامیاب ہونگے - ہماری قوم نے اپنے اون ہم مذہبوں کی تکالیف رفع کرنیکے لیے جو ترکی میں رہتے ہیں، نہایت فراخ دلی سے چندے دیے ہیں، کیا وہ اپنے کانپوری عزیز و اقربا کو افلاس میں مبتلا دیکھہ سکتے ہیں ؟ کیا وہ ان زخمیوں کو بے کسی کی حالت میں مر جانے دینگے ؟ کیا وہ اس سخت بے حرمتی کے دھبے کو مٹانے کی تمام قانونی کوششیں نکرینگے جس نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سخت احساس پیدا کردیا ہے ؟

اس سے کیا ہوتا ہے کہ ہز آنر ایک مولوی صاحب سے مشورہ کرتے ہیں جن کی ایک درخواست اوس جایداد کی واگذاشت کے لیے لوکل گورنمنٹ کے سامنے پیش ہے جو سنہ ۱۸۰۷ع میں ضبط ہوگئی تھی ؟ - یا ہز آنر معض خان بہادروں سے استفسار راے کرتے ہیں ؟ استفسار بھی قانون اسلام کے متعلق ! اور وہ بھی ایسے حضرات سے جن کے معلومات ہز آنر سے بھی کم ہیں ' سب باتوں سے قطع نظر بھی کرلیجیے تب بھی جو شخص موقع کو جا کر دیکھیگا وہ سواے اس کے اور کچھہ نہیں کہہ سکتا کہ منہدم شدہ عمارت مسجد کا ایساھی ایک حصہ تھی جیسے کہ اور ہیں ' ہمیں مندرجہ بالا کاموں کیلیے ڈیڑھہ لاکھہ روپے کی ضرورت ہے ' کیا اوس قوم کے ایسے یہ رقم کچھہ بہت ہے جس نے دور افتادہ ترکوں کیلیے (۷۰) ستر لاکھہ کے قریب بھیجے ہیں اور تیس لاکھہ علیگڈہ مسلم یونیورسٹی کیلیے جمع کردیے ؟ - ہرگز نہیں -

اسوقت نہ ترکوں کی یاد کرو اور نہ یونیورسٹی کے خواب دیکھو ' جب تک کہ یہ بے حرمتی کا دھبہ اور یہ ناانصافی ' جو ابھی ابھی اس سلسلے میں ہماری قوم کے ساتھہ کی گئی ہے ' قائم ہے ؟ رعایاے برطانیہ ہونے کی حیثیت سے اپنے فرایض سے نہ بھاگو اور اپنے حقوق کے استعمال کرنے سے دریغ نکرو -

مانا کہ مسٹر ڈائیلر شاید بہت ہی طاقتور شخص ہوں ' مگر کیا برطانی قوم اون سے زیادہ طاقتور نہیں ہے ؟ اور کیا سر بیمفا ئلڈ فلر طاقتور نہ تھے ؟ روھیلکھنڈ کے مسلمانوں کے ایک ادنی نیازمند کی حیثیت سے ' میں اس تحریک کے لیے ' جو میں نے بیان کی ہے ' ڈھائی سو روپے بھیج رہا ہوں ' مجھے امید ہے کہ روھیلکھنڈ کے مشہور قوم پرست ' اپنے کانپوری ہم مذہبوں کی مالی امداد کرنے میں دریغ نہ کرینگے - اسلام اس ملک میں ہر مسلمان سے مسلمانان کانپور کی خاطر اپنے تمام فرایض کو سرانجام دینے کا متوقع ہے ' اور خداے اسلام خود اس غرض کے لیے اپنے بندوں سے قرض مانگ رہا ہے - فمن ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً یضاعفہ لہ ؟

آنریبل ' سید رضا علی - بی - اے - ایل - ایل - بی
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

(۴)

مچھلی بازار کانپور کے حادثے میں بہت سے بیگناہ مسلمان شہید ہوے ہیں اور ایک تعداد کثیر مسلمانوں کی زیر حراست ہے آنکی امداد کے لیے لکھنو میں ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے ' جس کا منشاء شہداء کے پس ماندوں کی مالی امداد اور ملزموں کے مقدمات کی پیروی کرنا ہے - اعزازی خازن سید ظہور احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ لکھنو مقرر ہوے ہیں ' زر چندہ خازن صاحب موصوف کو بھیجنا چاہئے یا الہ آباد بنیک میں جس سے کہ اس کمیٹی نے حساب کھولا ہے ' داخل کردیا جاے اور اسکی اطلاع خازن صاحب موصوف کو دیجائے -

(محمد نسیم - بیرسٹر ایٹ لا - لکھنؤ - آنریری سکریٹری)

(۵)

۱۴ اگست سنہ ۹۱۳ ع کو انجمن معین الاسلام (کلکتہ) کے ماتحت ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کے اغراض و مقاصد صرف اسی حد تک محدود ہیں کہ اہل و عیال شہداے کانپور کی امداد کرے ' زخمیوں اور قیدیوں کو مالی مدد دے اور مقدمات کے لیے کافی سرمایہ بہم پہونچاے - کمیٹی نے مختلف ذرائع سے چندے وصول کرنے کی تدبیریں شروع کردی ہیں (مخبر)

(٦)

حکام کانپور کی بے عنوانیوں کو ملحوظ رکھتے ہوے قدرۃً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر ٹائلر ' مسٹر سیم ' صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ' اور پولیس وغیرہ کے دوسرے افراد و اشخاص پر ' جو مسلمانوں کے قتل و نہب و عدوان و عداوت میں ' بشرطیکہ تحقیق کے بعد اشاعات عامہ صحیح نکلیں تو ' باقاعدہ شرمناک حصہ لے چکے ہیں ' کیوں نہ باقاعدہ مقدمات دائر کیے جائیں ؟ میری راے میں ایسا ضرور ہونا چاہئے (حکیم ایم - رکن الدین ' دانا)

(۷)

شہداے کانپور ! تم حق و صدق کے لیے شہید ہوئے یا نفسانیت کے لیے ؟ نفسانیت پیش نظر تھی تو ویل لکم ثم ویل لکم ' اور اگر اسلام کی راہ میں شہادت ہوئی تو کیا تمہاری خدمت اب ہم پر صرف اتنی ہی فرض ہے کہ زمین کے ایک گوشہ میں تمہیں ہم سونپ دیں ؟ اور کیا تمہارا حق زمین پر اب صرف اسیقدر رہ گیا ہے کہ زمین کا کچھہ حصہ لیکر تم ہمیشہ کیلیے اوس میں راحت کی نیند سورہو ؟ نہیں تم تو ساری نعمتوں کے حقدار ہو - اور تمہارے خدا نے تمہیں اسی لیے بلایا ہے کہ وہ سب کچھہ تمہیں دیدے جسکے تم مستحق ہو -

اے وہ لوگو کہ ایک مرتبہ موت و حیات کی کشمکش سے چھوٹکر ہمیشہ کے لیے فنا و زوال سے محفوظ رہوگے - کیا تم ان زخمیوں کو اپنے ہمراہ لینا پسند نہ کروگے جو قید میں جاں بلب ہیں ؟ کیا تم ایک مرتبہ مرکر لازوال حیات کو حاصل کرلوگے ' اور یہ بد نصیب اسی طرح اپنی موت کی ایڑیاں رگڑتے رہیں گے -

اے زمین ! تو جسقدر عزت کرسکے کرلے - کیونکہ یہ بہت جلد تجھسے جدا ہوکر اپنے خدا کے پاس ہمیشہ کیلئے جانیوالے ہیں تجھے بہت سی لاشیں میسر ہونگی بہت سے مخلصین ' بہت سے ہمدرد - بہت سے جوانمرد و بہادر ' بہت سے محبان وطن ' اور جاں نثاران ملت کی لاشیں تجھپر تڑپیں گی - لیکن یہ پرستاران دین حق ' یہ شہداے اللہ اکبر کی لاشیں ہیں ' یہ تجھے پھر کبھی نہ ہاتھہ آئیں گی - جتنا پیار اور محبت کرنا ہو کرلے - کہ وقت کم ہے - اور یہ بہت جلد تجھسے رخصت ہونیوالی ہیں -

اور اے آسمان ! تو بھی ان مظلوم لاشوں پر جتنا تاسف کرسکتا ہے کرلے - انکو ' کہ ان کی نگاہیں اب خود دنیا اور اوس کے تمام سامان و اسباب سے پھر گئیں - خوب اچھی طرح دیکھہ لے - کہ اس وقت کے بعد پھر ہمیشہ ان کے دید کے لیے تیری آنکھیں ترسینگی - مگر تجھے دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور اس دن کے لیے گواہ رہ جس دن کہ خداوند قہار و جبار کا تخت انصاف بچھایا جائے گا ' ظالم و مظلوم ' قاتل و مقتول ' دونو حاضر کیے جائینگے - یہ مقتول لاشیں اگر واقع میں مظلوم و بے قصور تھیں تو اپنے قاتلوں کا دامن تھامکر "بای ذنب قتلت" کے معنے پوچھینگی اور اپنا سرخ خونیں کپڑا ہاتھہ میں لیے ہوئے باری تعالے کے سامنے حاضر ہوکر انصاف کی طالب ہونگی -

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بحشر
خلق فغاں کنند کہ این داد خواہ کیست

(ابوالحسنات)

تاریخ حیات اسلامیه

کا ایک ورق

زر اعانۂ مهاجرین عثمانیه

از جناب محمد صفدر خاں صاحب خریدار الهلال

میرے گھر میں فرزند تولد ہوے کی خوشی میں میرے مکرم و مہربان میاں عنایت الله خاں صاحب انسپکٹر کو آپریٹو کریڈیٹ سوسائیٹیز گوجرا نواله نے مبلغ ۲۵ روپیه نقد واسطے خیرات کرنیکے بطور سر صدقه نومولود کے مجھے بھیجے جو میں اسي وقت بذریعه مني آڈر آپکي خدمت میں بھیجتا ہوں که مہربانی فرما کر اس رقم کو چندہ مهاجرین و مساکین ترک کے فنڈ میں قبول فرمالیں - کیونکه ان سے زیادہ مستحق اسوقت کوئی اور نظر نہیں آتا ہے -

از جناب محمد بابر خاں صاحب از ٹانگڈرنجی

میری اهلیه نے حال میں انتقال کیا ہے - انکے ثواب رسانی کے لیے یہاں قرآن شریف پڑھا دیا ہے - ایسے موقع پر یہاں کھانا وغیرہ بھي کھلایا جاتا ہے - اس کار فضول کے عوض میں مبلغ دس روپیه بذریعه مني آرڈر روانه کرتا ہوں' آپ اس کو اعانۂ مهاجرین میں داخل کر دیں - اگر مناسب سمجھیں تو اس خط کو بھي شایع فرمالیں -

فهرست زر اعانۂ مهاجرین عثمانیه

(۱۰)

	پائی	آنه	روپیه
جناب عبد الرحیم صاحب	۰	۱۲	۷
جناب امتیاز علي صاحب - هیڈ ماسٹر - فالنل اسکول - ملیح آباد - لکھنو	۰	۰	۲
جناب سجادی بیگم صاحبه - اترولي - علیگڈه -	۰	۸	۱
جناب مولوي عبد الرزاق صاحب نوادہ - گیاوي	۰	۱۲	۳
جناب محمد بابر خانصاحب ٹانگڈرنجي	۰	۰	۱۰
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - برنگ گڈہ عیسی گڈہ	۰	۰	۵
جناب والدہ احمد علي صاحب بنت - مظفر نگر	۰	۰	۱۰
جناب محمد صدیقي صاحب اگرہ	۰	۰	۵
جناب سید محمد اکبر صاحب - نائب تحصیلدار - گورتھا - جهانسی	۰	۰	۲۵
جناب محمد افضل خانصاحب رودي میجر زیارت - بلوچستان	۰	۰	۵
جناب قادر بخش صاحب - شاهجهانپور	۰	۱۴	۹
میزان	۰	۱۴	۸۴
سابق	۰	۹	۸۵۵۷
کل	۰	۷	۸۶۴۲

هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون !

(۴۵ . ۱۹)

البصائر

ایک ماهوار دیني و علمي مجله

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الهلال سے : ۳ - روپئے

اسکا اصلی موضوع یه ہوگا که قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کي وجه سے موجودہ طبقه روز بروز تعلیمات قرآنیه سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوۃ و صحابۂ و تابعین کي ترویج ' آثار سلف کي تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھي ہوگا - تا هم یه امور ضمني ہونگے ' اور اصل سعي یه ہوگي که رسالے کے هر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگي ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کي جائیگي - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کي تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کي تنزیل و ترتیب و اشاعت کي تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرآنیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھي وہي موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه ہے که مسلمانوں کے سامنے بدفعۂ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے که عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقي الا بالله - علیه توکلت و الیه انیب -

القسم العربی

یعني " البصائر " کا عربي ایڈیشن

جو

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه '

او ر ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کي ترجمانی ہے -

الهلال کي تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA